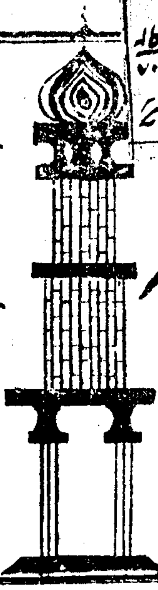


قادیان دار الامان

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	صہ
خواص سے	عہ
ہندوستان سے باہر	سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف	سے ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

شیخ علی احمد خان صاحب پلیڈر مرحوم

یہ خبر نہایت افسوس سے پڑھی جائیگی کہ جناب شیخ علی احمد صاحب پلیڈر گورداسپور نے ۱۸ جولائی ۱۹۱۱ء کو وفات پائی۔

شیخصاحب مرحوم مسلمانان پنجاب کے ایک مسلم لیڈر اور ضلع گورداسپور میں ان کی ملکی اور قومی ضروریات کے اکیلے وکیل اور رہنما تھے اس لئے یہ قدرتی امر ہے کہ ان کی وفات سے مسلمانان پنجاب اور خصوصاً مسلمانان ضلع گورداسپور کو سخت نقصان پہنچاہے۔ اور میاں حسین بخش آف بٹالہ کی وفات کے بعد یہ دوسرا صدمہ ہے جو ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کو اُٹھانا پڑا ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہی اس کی جزا ہو)۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مسلمانوں کے قومی کاز کو ضلع گورداسپور میں سخت دھکا لگا ہے۔ ان کی پولیٹیکل ضرورتوں کی حمایت اور وکالت کے لئے ان کی آنکھیں کسی وجود کو تلاش کرتی ہیں مگر وہ نہیں ملتا۔ ان کے اخلاق حمیدہ کے متعلق منشی حسین بخش صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ نے ذیل کا مراسلہ بغرض اندراج بھیجا ہے۔ ممکن ہے بہت سے لوگ اس کو مبالغہ قرار دیں مگر جو شخص اپنی ذاتی واقفیت کی بناء پر کچھ کہتا ہو وہ برسر حق ہوتا ہے۔

شیخصاحب ہر چند ہمارے سلسلہ میں داخل نہ تھے مگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے ہمیشہ سے مودت اور محبت کے وفادارانہ تعلقات رکھتے تھے اور حضرت کے اکثر مقدمات میں وہی کام کیا کرتے تھے۔ مقدمات کے اس طوفان بےتمیزی میں جو اس سلسلہ کے خلاف اُٹھایا گیا تھا۔ شیخصاحب کو بڑے بڑے آدمیوں نے فریق مخالف سے شامل ہونے کو اکسایا مگر ان کی حمیت اور غیور طبیعت نے اس کو وفاداری کے خلاف سمجھا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ انہیں خاص ہمدردی تھی اور اپنے صاحبزادہ بشیر احمد خان کی تعلیم کے لئے اسی مدرسہ کو پسند کیا۔ انہوں نے مختلف موقعوں پر ہمدردی اور محبت کا ثبوت دیا۔

ایڈیٹر الحکم کو ان سے ذاتی نیاز حاصل تھا۔ اور وہ بعض مشورہ طلب امور میں جو مسلمانوں کی بھلائی اور بہی سگالی کے متعلق ہوتے اس سے مشورہ کر لینا ضروری سمجھا کرتے غرض

بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

شیخصاحب مرحوم کے لئے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے خاندان کو صبر جمیل۔ آمین۔

میری رائے میں مسلمانان ضلع گورداسپور کی پولیٹیکل ضرورت کا تقاضا ہے کہ شیخ محمد نصیب خانصاحب اب گورداسپور کو اپنا ہیڈکوارٹر بنائیں اور اپنے قابل باپ کی طرح خدمت قوم کا کام اپنے ذمہ لیں۔

اب میں اس مراسلہ کو درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

انتقال پر ملال

یہ خبر وحشت اثر باعث نہایت رنج و افسوس ہوگی کہ شیخ علی احمد خانصاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب رئیس و مقیم گورداسپور نے ۱۸ جولائی ۱۹۱۱ء کو اس جہان فانی سے ملک جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب مرحوم خاندانی فخر قوم۔ چراغ خاندان حامی اسلام۔ پکے دیندار۔ نمازی متقی۔ پرہیزگار۔ ذہین۔ فہیم و متین اپنے فن وکالت میں کامل و اکمل وجیہ۔ خوش صورت۔ نکو سیرت۔ بارعب۔ باہمت۔ باقبال۔ صاحب استقبال۔ مرد میدان۔ ہمدرد بنی نوع انسان۔ صاحب مروت و احسان۔ اعلیٰ درجے کے فیاض مشہور سخی۔ رحم دل۔ ہر دلعزیز۔ مسکین مزاج۔ بردبار۔ صادق الاقرار وفادار۔ خلق مجسم۔ ملنسار۔ متواضع۔ مہمان نواز۔ خویش کے مددگار دوستوں کے معین و مددگار۔ بیواؤں کے خبر گیر۔ یتیموں کے دستگیر زر و مال خداداد کی بدولت امیر۔ فروتنی و خاکساری کی وجہ سے پورے درجہ کے درویش و فقیر۔ راہ خدا میں سیم و زر کے لوٹانے والے۔ احباب دیگر اہل حاجات کو ان کی مطلب براری سے ہنسانے والے۔ خویش و بیگانہ۔ ہندو مسلمانوں کو اپنی وفات حسرت آیات پر رولانے والے۔ امورات مفید پبلک میں سب سے زیادہ حصہ لینے والے۔ رفاہ عام کے کاموں میں دل کھول کر چندوں کے دینے والے۔ اپنی آپ نظیر تھے۔ چنانچہ حال میں ایڈورڈ میموریل فنڈ میں ۱۵۰۰ روپیہ دیا۔ آپ کے خلف الصدق و جانشین شیخ محمد نصیب خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا وکیل سرکار ضلع حصار اور دوسرے فرزند سعادتمند شیخ محمد خورشید خان ولائت میں بیرسٹری کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور آپ کے دو اور صاحبزادہ محمد بشیر خان و محمد نذیر خان خوردسال تعلیم ابتدائی میں مصروف ہیں خداوند تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور آپ کے جملہ پسماندوں واحباب کو صبر و شکیبائی عطا فرمائے اور آپ کے لخت جگران آپکے نقش قدم پر چل کر اپنے آپ کو آپکا سچا جانشین ثابت کریں اور اپنے نیک ارادوں میں کامیاب اور سرسبز و بامراد ہوں۔

چونکہ حالات مردان راہنما پبلک کے لئے اچھا نمونہ اور عمدہ سبق اور باعث تحریص و ترغیب اعمال حسنہ ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اخبار کی دنیا میں اس خبر کا مشتہر کیا جانا ضروری خیال کیا گیا۔

مخبر خاکسار حسین بخش دبیر انجمن اسلامیہ بٹالہ

تخلقوا باخلاق اللہ

خدا نے انسان کو تین شریعتیں دی ہیں:۔

(الف) ضمیری شریعت۔

(ب) افعالی شریعت۔

(ج) اقوالی شریعت۔

ہر انسان ان تینوں شریعتوں سے وابستہ ہے۔ اگرچہ کوئی انسان بظاہر ان شرائع کی پابندی اور اقتدار سے انکار کرے اور اپنے تئیں آزاد رکھے۔ لیکن اس کی گردن اور بس کا دل ان کی پابندی سے کسی صورت میں رہائی نہیں پا سکتا۔

ضمیری شریعت انسان کی فطرت یا سرشت میں رکھی گئی ہے اور انسان کا ضمیر اسی کا خوبرو یا نشاور مقتدی ہے اور کوئی انسان اس سے خالی نہیں۔

ہر انسان ایک ضمیر رکھتا ہے اور ہر ضمیر کے صفحات پر صحیفہ فطرت کندہ ہوتا ہے۔ اور ہر ضمیر اوسی صحیفہ فطرت کے مطابق حکم دینا اور تعمیل کرانا چاہتا ہے اور اسی کے مطابق اس کی جانب سے اعلائے کلمۃ الخیر اور تبلیغ ہوتی ہے۔ باوجودیکہ ضمیر انواع و اقسام کی الجھنوں اور مشکلات میں گرفتار رہوتا۔ اور طرح طرح کے مشاغل رکھتا ہے اور قوت ارادی بوجوہ اس پر غالب ہوتی یا غالب ہونا چاہتی ہے۔ پھر بھی ضمیر تبلیغ ضرور یہ سے باز نہیں رہتا ؎

دل باہی وارستگی کے غافل از تدبیر ماست

ہادی ما رہبر ما مرشد ما پیر ماست

یہ شریعت اس وقت دی گئی تھی۔ جب دوسری شریعتیں وجود پذیر نہ ہوئی تھیں یا قوت سے فعل میں نہیں آئی تھیں۔ کیا کوئی شخص اس شریعت سے انکار کر سکتا ہے۔ اگرچہ کوئی اس کے عمل سے انکاری ہو لیکن اس کے وجود سے انکاری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ شریعت اپنی موجودگی کا ثبوت خود بوجہ احسن دے رہی ہے۔ قانون اور شریعت کا مدعائے اخیر تبلیغ اور تنبیہ ہوتی ہے۔ اور یہ صورت منظر ضمیر میں پائی جاتی ہے کوئی فعل کرو۔ کوئی خیال پیدا ہو۔ ہر حال میں ضمیر اُس فعل اور اس خیال کی اپنے رنگ میں تنقید کرتا اور اپنے رنگ میں اس فعل اور اس خیال کے حسن و قبح پر حاشیہ چڑھاتا ہے ؎

مشغول بہ بازی است دراں سلسلہ زلف

دیوانۂ دل من بچہ کار است بہ بینید

دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ اپنے اپنے رنگ میں ہماری نگاہوں سے گذر رہا ہے اور جو کچھ ہمارے ارد گرد ہے وہ سب فعالی دُنیا ہے اور اس افعالی دُنیا کی رفتار اور عمل سے ایک افعالی شریعت وجود پذیر ہوتی ہے۔ جو فعل اور جو حرکات اور جو تصرفات ہم نہیں کرتے۔ وہ قدرتی افعال۔ قدرتی حرکات اور قدرتی تصرفات ہیں۔ یا ایسے افعال اور ایسی حرکات یا ایسے تصرفات ہیں جو انسانی نہیں ہیں۔ ان افعال ان حرکات اور ان تصرفات کی کچھ نہ کچھ حقیقت اور کیفیت ہوتی ہے اُن میں ایک ترتیب۔ ایک سلیقہ۔ ایک بندش۔ ایک اثر۔ ایک نتیجہ پایا جاتا ہے۔ اس ترتیب۔ سلیقہ۔ بندش۔ اثر اور نتیجہ سے انسان اور نتائج اور اور آثار کی ترتیب دیتا ہے اور اُن پر اپنے افعال کی بنیاد رکھتا ہے۔ ان قدرتی افعال کی مخالفت سے بُرے نتیجے اور موافقت سے اچھے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ اسی عمل کا نام دوسرے الفاظ میں افعالی شریعت ہے۔ یہ شریعت موجودات اور کائنات کے افعال اور تصرفات پر جزا و سزا کی جہت سے مؤثر ہوتی ہے جب کوئی شخص آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو جل جاتا ہے۔ جب پانی میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ تو اس میں برودت کا احساس ہوتا ہے جب آدمی اوپر سے گرتا ہے تو کشش ثقل اُسے کسی صورت میں اوپر جانے نہیں دیتی۔ اور گرنے والا ایسی حالت میں ہوتا ہے کہ سوائے ایک حکمت کے اس کا جسم یا اس کی جان محفوظ نہیں رہ سکتی جو شخص اوپر چڑھتا ہے۔ وہ اسی قدر پرواز کر سکتا ہے۔ کہ جس قدر اُس کی طاقت ہے۔ اس قسم کی باتیں پتہ دے رہی ہیں کہ افعالی شریعت کے احکام میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی۔ چاہے کوئی بھی ان کی تعمیل اور تمریض کرے۔ جو طاقت ناقل مان لی جا سکتی ہو اس کی نسبت یہ خیال کیا جائے۔ کہ اس کی سمت یا اس کی جانب سے یہ سلسلہ افعال عمل میں آرہا ہے۔ تو اس کی نسبت یہ خیال کرنا

علیکم انفسکم کا موقعہ ہوتا ہے۔

فرمایا۔ میرا یہی دستور ہے کہ ایک حد تک کہتا ہوں۔ پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے قول پر عمل کرتا ہوں۔

۷ جولائی ۱۹۱۱ء اس سوال کے جواب میں کہ مسجد حرام میں مشرکین کا آنا کیوں منع کیا گیا۔ فرمایا:۔

اس سوال کے پوچھنے والا یہودی یا عیسائی ہے۔ تو اس کے لئے یہ جواب کافی ہے کہ سات گاؤں تھے۔ جو حضرت موسیٰ نے ایسے ٹھہرائے کہ ان میں کسی قوم کے آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔

دوسرا جواب۔ اللہ تعالیٰ اسی رنگ میں سزا دیتا ہے۔ جس میں نافرمانی ہو۔

مثلاً ایک شخص کے پاس ایک گھوڑی ہے۔ پڑوسی چور ہے وہ اسے چرا لیتا ہے۔ مگر اسے چرا کر وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا۔ بلکہ دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ سو کوس کے اندر تو دکھ ہی نہیں سکتا۔ گویا جس مطلب کے لئے اس نے چوری کی اس سے محروم رہ گیا۔ ایسا ہی زنا سے رونگٹا رونگٹا فائدہ اٹھاتا ہے تو آتشک سے بال بال دکھ اٹھاتا ہے۔ مشرکین عرب کا جرم تھا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام میں آنے سے روکا ومن اظلم ممن منع مسٰجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ تو اب سزا بھی اسی رنگ میں دی گئی یعنی مشرکوں مسجد حرام کے نزدیک پھٹکنے بھی نہ پائیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب کوئی مذہب پیدا ہوتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت میں بڑے بڑے مخلص لوگ ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ وقت بڑی مصیبتوں کا ہوتا ہے۔ مومن کے جان و مال پر ابتلا آتا ہے اور بعض اوقات تو اس بستی میں رہنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ مخلص لوگ اس صبر کے اجر میں بادشاہ بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت منافق اور گندے لوگ بھی طرح طرح کے حیلوں سے بیچ میں آگھستے ہیں اور دین کی اکثر باتوں کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں مثال کے طور پر نصاریٰ کو دیکھو کہ اب اصل انجیل تک ان کے پاس نہیں۔ ایک طرف تو علم طبقات الارض وغیرہ میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ سب زمین کو چھان ڈالا۔ دوسری طرف دینی امور کا یہ حال کہ اپنے مذہب کی کتاب کا پتہ نہیں! ہندو یہ بتا سکتے کہ رام چندر جی اور کرشن مہاراج کا طرز عبادت کیا تھا۔

غرض ایک وقت مذہب پر آتا ہے کہ اس کے پیروؤں میں دنیا پرستی بڑھ جاتی ہے۔ اور اصل مذہب کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ تو قوم خدا کے احکام کو بھول جاتی ہے اور غیر قوموں کے اثر سے متاثر ہو کر انہیں کا رسم و رواج اختیار کر کے بعض اوقات انہیں مل جاتی ہے۔ اس خطرے سے محفوظ رکھنے کے لئے ضرور تھا کہ مکہ معظمہ غیر قوموں کے دخل سے بالکل پاک رہے۔ تا دین بھی محفوظ رہے اور اگرچہ بعض قسم کی تبدیلیاں پیدا ہونی ایک قدرتی بات ہے۔ مگر پھر بھی دوسری قوموں سے مسلمان نسبتاً بہت محفوظ رہے۔ عیسائیوں کے دو فرقوں کا طریق عبادت بھی نہیں ملتا مسلمانوں میں امر مشترک تو ہے خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ والسلام۔

۹ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ کھانے میں تین باتیں نہ ہوں۔ تو وہ کھانا غفلت کا موجب ہو گا۔

حلال ہو۔ یہ نہ سمجھ لو۔ کہ چوہڑے ہی حرام خور ہوتے ہیں بلکہ جو چوری کا مال کھاتا ہے وہ بھی حرام خور ہے۔ جو جعلسازی اور دھوکے سے مال جمع کرتا ہے۔ وہ بھی حرام خور ہے۔ جو کسی دوکان میں مال شراکت رکھتا ہے اور اس کا کوئی حساب کتاب نہیں۔ وہ بھی حرام خور ہے۔ جو اپنے منصبی فرض کو عمدگی سے ادا نہیں کرتا۔ اور ترقی تنخواہ کے لئے ہوشیار رہے وہ بھی حرام خور ہے۔ غرض جو بالباطل مال کھانے والے ہیں۔ وہ سب حرام خور ہیں۔

دوم یہ کہ۔ کھانا طیّب ہو۔ یعنے وہ کھائے جو موجب ضرر نہ ہو مثلاً کھانسی والا اگر ترش چیز کھاتا ہے۔ تو وہ طیب نہیں کھاتا۔ فالج والا اگر سردائیاں پیتا ہے تو طیب کا استعمال نہیں کرتا۔ غرض جو کھاؤ پہلے دیکھ لو کہ بدن کے لئے مفید و پسندیدہ ہے۔ یا نہیں۔

سوم۔ لقمہ اٹھاتے وقت اللہ کا نام لے اور شکر ادا کرے روٹی پکانا اور تنور سے نکالنا میری جیسی طبیعت کے انسان کے لئے تو ایک قسم کا معجزہ ہے۔ تین دفعہ آنا پڑتا ہے اور میں آگ سے ایسا نفور۔ کہ سردی میں بھی تاپ نہیں سکتا۔

لوگ حلال حرام کا خیال نہیں کرتے۔ ایک عورت نے میرے سامنے ذکر کیا۔ کہ ہم شادی کے موقعہ پر گلے کا کھلائیں گے۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے حاصل ہونگی۔ کہا ہمارے نوجوان بہت ہیں۔ جو ادھر ادھر سے پکڑ لاتے ہیں۔ پھر کہا کہ اپنے علماء کے لئے تو بکریاں ذبح کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ تو چوری کی نہیں ہونگی۔ کہا نہیں وہ تو گڈریوں سے لیتے ہیں اور وہ کیوں نہ دیں۔ اگر ذرا بھی انکار کریں تو ہم ان کا ریوڑ کا ریوڑ نہ غارت کر دیں۔ اور سر صاحب کی زیادہ خاطر ہے۔ اُن کے لئے مرغے کا گوشت ہو گا۔ میں نے پوچھا وہ کہاں سے لو گے۔ کہا جولاہوں سے۔ پوچھا قیمتاً۔ کہا نہیں جوتے کے زور۔

غرض آجکل مسلمانوں کی قابل رحم حالت ہے۔ خوب سن لو اکثر مردار خور الٰہیات کے علم سے بالکل ناواقف رہتے ہیں۔ یورپ کی قوموں کو بھی دیکھ لو۔ کہ الٰہیات کے باریک مسائل میں کچھ فہم نہیں۔ ایک انسان کو خدا کا بیٹا سمجھ لیا ہے۔ فرمایا کہ خون سے تشنج و استرخا پیدا ہوتا ہے۔ اور لحم الخنزیر اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالتا ہے اور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔ وہ پاک عقائد کے لئے برا اثر ڈالتا ہے۔ فرمایا کہ بعض بداعمالیوں کی وجہ سے یہود سے رزق حلال چھین لیا گیا۔ مسلمانوں کو بھی یہی سزا ملی ہے۔ حلال طیب رزق تو مال غنیمت ہے۔

۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا:۔ سورہ نحل کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نعمتیں پانچ چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں۔

جو چاہتا ہے کہ دنیا میں سکھ یا آرام پائے۔ آخرت میں زمرہ صالحین میں مبعوث ہو۔ خدا تعالیٰ اُسے اپنا برگزیدہ بندہ بنائے۔ اُس کی جناب سے دین و دنیا کے امور کی ہدایت کرے صراط مستقیم حصول مقصد کی اقرب راہ پر چلائے۔ تو اسے چاہیئے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مانند سارے جہان کی خوبیاں اپنے اندر جمع کرے اللہ کے تمام احکام کا فرمانبردار ہو۔ ماسوا سے بیزار ہو۔ شرک نہ کرے اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرے۔

فرمایا:۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ اگر میں رات غفلت میں گذارتا ہوں۔ تو صبح میرا گدھا بھی میرے کام سے غافل و سست ہوتا ہے۔

فرمایا مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کا ذکر ہے۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ جنت میں حوریں ہوں گی۔ تو آپ کا کیا طریق ہو گا فرمایا۔ میں کہونگا کہ جاؤ بیبیو۔ قرآن پڑھو۔ یہ اپنا اپنا ذوق ہے۔

فرمایا:۔ جب انسان اپنی اصلاح کرے تو ضروری ہے کہ دوسروں تک تمام حق پہنچائے۔ وہ بھی لٹھ ماروں کی طرح نہیں بلکہ حکمت اور احسن طریق سے۔ بالتی ھی احسن کا حصول موقوف ہے اس امر پر کہ انسان مناظرات کی خود خواہش نہ کرے۔ دعا سے بہت کام لے اور خدا کے حضور نہایت منکسر اور متواضع ہو۔ مناظرہ سے کسی انسان پر برتری و بڑائی مقصود نہ ہو بلکہ محض للہ احقاق حق مطلوب ہو۔

فرمایا:۔ مقدمات میں لوگوں کو کئی سہارے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ ہمارا مجسٹریٹ ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمارا وکیل ہے۔ مگر اللہ کی معیت ان کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہوں۔

۱۱ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا:۔ عباسیہ سلطنت ایک وقت بڑے زور پر تھی۔ محمود غزنوی جو بڑا فاتح اور عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اُن کی سلطنت کے خلیفہ سے یمین الدولہ کا خطاب موجب عزت و افتخار سمجھا۔ ایک دفعہ خلیفہ بغداد اس پر ناراض ہوا۔ محمود نے لکھ بھیجا کہ میرے پاس اتنے ہزار ہاتھی ہے ہم فوج کشی کر سکتے ہیں۔ جواب میں خلیفہ نے ایک کاغذ پر الم الم لکھ بھیجا محمود کو اللہ نے عقل و فراست بخشی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اشارہ ہے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل کی طرف۔ پھر جب مسلمانوں میں نافرمانی۔ کاہلی سستی بڑھی۔ دنیا میں منہمک ہو گئے۔ تو باوجودیکہ پانچ لاکھ فوج بغداد کے اندر موجود تھی۔ ہلاکو نے ان کا نام و نشان مٹا دیا اور ہزار کے قریب ایسے لوگ جن پر مدعی سلطنت ہونے کا گمان ہو سکتا تھا۔ زندہ دیوار میں چنوا دیئے گئے پھر ہسپانیہ میں کتنی بڑی زبردست سلطنت تھی۔ مگر جب سستی تکبر۔ بڑائی اور حرص آئی۔ تو نام و نشان نہ رہا۔ مسلمانوں کی منت تھی۔ کہ ہمیں کتابیں تو لیجانے دو۔ انتخاب کی اجازت ہوئی۔ جب تین لاکھ کتابوں کا انتخاب کر کے جہاز میں لاد چکے تو وہ جہاز ڈبو دیا گیا۔

اب مسلمانوں کے سامنے ان باتوں کا ذکر تقریباً ایسا ہے جیسے کسی اندھے کے آگے کسی خوشنما پھول کی تعریف کی جائے۔ ہاں یوں سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کوئی تمہیں اپنے گھر سے نکالدے پھر دل پر کیا گذرتی ہے۔ یہ مصیبت کا زمانہ مسلمانوں پر کیوں آیا۔ محض اپنی ہی غفلت و کاہلی اور خدا کے احکام کی نافرمانی سے۔

مشکل نہیں کہ ان دو طریقوں ضمیری اور افعالی کے سوائے اُس کا کوئی اور طریقہ بھی تبلیغ اور تنبیہ کا ہو سکتا ہے۔ ان دونوں شریعتوں ضمیری اور افعالی سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضمیر میں جو صدائیں آتی ہیں۔ وہ ایسی مبہم نہیں ہیں کہ کوئی ان سے انکار کر سکے۔ ناطق۔ گونگا۔ بہرہ۔ اندھا۔ بینا۔ مریض۔ تندرست سب کے سب سُنتے اور اثر پذیر ہوتے ہیں۔ افعالی شریعت بھی گویا اپنی زبان میں بول رہی ہے۔

ضمیری شریعت یہ اعلان کر رہی ہے۔ کہ ضمیر آواز دیتے اور تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اُن میں بولنے کی طاقت موجود ہے ضمیروں میں امتیاز اور فرق ہے۔ فطنت اور فطرت کے اعتبار سے اُن میں نسبتیں ہیں۔ ان نسبتوں کے اعتبارات سے اُن کی درجہ بندی ہوتی ہے۔

جب ضمیر عامیانہ رنگ میں بولتے اور تبلیغ کرتے ہیں۔ تو اُسے ایک ضمیری شریعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب مجموعہ ضمائر میں سے چند ضمیر اپنے اپنے وقت پر خاص طور سے دُنیا کو مخاطب کرتے ہیں۔ تو اُس کا نام قولی شریعت ہوتا ہے۔ ایک جداگانہ ضمیر عامیانہ رنگ میں صرف اپنے ہی لئے صدا دیتا ہے اور تبلیغ کرتا ہے۔ لیکن ایک خاص ضمیر اپنے رنگ میں صحیفۂ فطرت سے تعلیم پا کر ساری دُنیا کے واسطے بولتا اور تبلیغ کرتا ہے۔ پہلا ضمیر جو اپنی ہی ذات کے واسطے بولتا ہے ایک شخصی نبوت رکھتا ہے۔ اور دوسرا ضمیر جو ساری دُنیا یا سارے ابنائے جنس کے واسطے بولتا ہے صحیح معنوں میں نبی اور شریعت لانے والا ہے۔ اگر شخصی ضمیر کی تبلیغ نہ ہوتی تو اس مجموعی تبلیغ یا شریعت کی تصدیق ہی نہ ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کا قانون اور ہر شریعت بعض مختص ضمیروں کے ذریعہ سے تبلیغ پاتی ہے ممکن تھا کہ افعالی رنگ میں ہی اس کی تنبیہ کی جاتی۔ مگر چونکہ ضمیر کی شہادت کا لانا ضروری تھا۔ اس واسطے بعض ممتاز ضمائر کے ذریعہ سے ہی ابلاغ کیا گیا۔ اگر ایک نبی موجودات کے سامنے یہ کہتا ہے کہ مجھے کچھ القا ہوتا ہے اور مجھ میں ایک روح بولتی اور مجھے تبلیغ کے لئے مجبور کرتی ہے۔ تو مختلف ضمیر اپنے اپنے رنگ میں اُس کی تصدیق اور تائید کرتے ہیں کیونکہ ہر ضمیر اپنی ذات میں اپنی ذات میں اس کا تماشا کسی نہ کسی رنگ میں دیکھ رہا ہے اور کوئی ضمیر اس سے انکاری نہیں ہو سکتا۔ ہر ضمیر جانتا ہے کہ اس کے اندر دل میں سے وقتاً بیوقت صدائیں نکلتی ہیں اور اُن میں صداقت ہوتی ہے

نبی کیا ہے اور مرسل کیا ہے

ایک خاص ضمیر اور خاص فطنت یا جداگانہ مزکّٰی سرشت کی صدا۔ کیسی صدا۔ کیسی آواز۔ کیسی تبلیغ!

جو صداقت۔ نفاست۔ لطافت سے بھرپور اور مزیّن ہو جس پر خود ضمیر کا تیقن ہو جو دل سے نکلے اور دلوں پر پڑے۔ کیسی صدا جو ایک اعلیٰ طاقت کی جانب سے دی گئی ہو جس میں اس کا نور اور جلوہ پایا جاتا ہو۔[ا]

عنوان میں جو الفاظ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ لکھے گئے ہیں یہ منجملہ ان صداؤں کے ایک پاک صدا ہے جو قولی شریعت کا ایک ممتاز فقرہ ہے یا ایک قانون اس فقرہ میں یہ جتلایا گیا ہے۔ کہ الٰہی اخلاق کی پابندی کرو۔ یہ پابندی ایک مفید پابندی ہے۔

خدائی اخلاق دو قسم کے ہیں۔

(الف) اخلاق متعلق بہ معاشرت۔

(ب) اخلاق متعلق بہ معاد۔

اس فقرہ میں معاشرتی اخلاق سے زیادہ تر مراد ہے۔ اگرچہ خدائے لایزال ہر طرح سے ہر مخلوق پر پر قابض اور مسلط ہے اور اُس کی قدرت جامع اور وسیع ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی اخلاقی وسعت معاشرتی امور میں بالکل جامع اور غیر محدود واقع ہوئی ہے۔ چاہے کوئی اسے مانیں اور چاہے کوئی نہ مانیں۔ چاہے کوئی اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ اُس کی رحمت معاشرتی کبھی اس سے جدا نہیں ہوتی مثلاً دیکھو شعبۂ رزاقی میں۔ دہریوں کو پالتا ہے۔ منکروں کی خبر گیری کرتا ہے۔ فاسقوں کو بھی دیتا ہے اور عابدوں و زاہدوں کی بھی خبر لیتا ہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں۔ کمی بیشی کا ایک دوسرا سوال ہے۔ لیکن معاشرتی امور میں ہر ایک سے اپنے اپنے رنگ میں سلوک کیا جاتا ہے۔ بادشاہ بھی اسی طریق سے پیدا ہوتا ہے جس طریق سے ایک چوہڑہ ہوتا ہے۔ بادشاہ کو دُنیا کے تغیر و تبدل کا اسی طرح خوف ہے۔ جس طرح ایک مزدور کو ہے۔ مصیبت اور رحمت دونوں پر پڑتی اور نازل ہوتی ہے۔ ہر ایک کی دعا سنتا اور اپنی مرضی کے مطابق سب کی دعاؤں کا فیصلہ کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ فاسق دعا نہ کرے اور عابد کرے۔ فاجر در خدائی پر نہ آئے اور زاہد آئے بہ مصداق ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یہ حکم معاشرتی یا اخلاقی رنگ میں صرف اسواسطے دیا گیا ہے کہ لوگ معاشرتی زندگی میں آرام اور سہولت سے رہیں اور خدائی اخلاق کے مطابق ایک دوسرے سے پیش آئیں اگر ایک نیک آدمی زاہد عابد ایک بدبخت گنہگار کے ساتھ معاشرتی رنگ میں کوئی جرح اور مؤاخذت نہ رکھے اور جو اُس کے حقوق واجبی ہیں۔ اُن کی بوجہ احسن ایفا کرے تو وہ گویا خدائی اخلاق کی پابندی سے زندگی بسر کر رہا ہے۔

خدا سو گناہ دیکھتا ہے اور پھر بھی در رزق بند نہیں کرتا یہ اس کی وسعت اخلاقی ہے۔ لیکن جب گرفت کرتا ہے تو پوری کرتا ہے۔ یہ بھی اس کا ایک اخلاقی عمل ہے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مفہوم نرا رعایات ہی کو محتوی نہیں تنبیہات پر بھی محتوی ہے۔

دُنیا میں ضدیت اور تعصب کی رو جو چل رہی ہے اور اسی وجہ سے انسانی جماعتیں جو ایک بے آرامی اور سورش میں پڑ رہی ہیں اُس کا موجب یہی ہے کہ بدقسمتی سے لوگوں میں سے الٰہی اخلاق کی پابندی کا اصول اُٹھتا جاتا ہے۔ لوگوں نے اس کے مقابلہ میں ایک اپنا خود ساختہ اصول یا قانون بنا لیا ہے۔ اگر خدا درگذر اور بردباری نہ کرے تو یہ گنہگار دُنیا ایک دن بھی باقی نہیں رہ سکتی اور اگر غلطیوں پر گرفت کرے تو نیکی کا نام بھی باقی نہ رہے۔

صوفیائے کرام نے سب سے پہلے کیا کوشش کی۔ اور اُن کا ضمیر کہاں ٹھیرا؟ یہی مرکز پر کہ خدائی اخلاق سے اپنے تئیں متصف کیا جائے۔ صادق القلب صوفی ایک لغزش کھانے والی روح کو تنبیہ کرنے پر اس کے واسطے تضرع سے دعائیں ہی کرتا ہے لیکن جو اُس کے حقوق جائز ہیں۔ اُنہیں غصب نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا عمل خدائی عمل کے خلاف ہے۔ ایک نبی علیہ السلام کے گھر میں ایک دہریہ مہمان ہوا۔ نبی علیہ السلام کے گھر میں ایک دہریہ مہمان ہوا۔ نبی علیہ السلام نے اس کی مدارات اور خاطر داری وضیافت سے اس واسطے پہلو تہی کی۔ کہ وہ خدا کا منکر ہے۔ خدائے جلیل کی جانب سے عتابی رنگ میں القا ہوا۔

”ہم اپنے بندے کو باوجود اس غلطی کے اب تک پالتے رہے اور تم ایک وقت کی روٹی سے بھی رہ گئے“

یہ کیا تھا خدائی اخلاق کے خلاف کرنا۔ دُنیا میں رہکر یہ چاہنا کہ کسی شخص کی خلاف مرضی کوئی بھی نہ رہے۔ یہ ایک فریب دہ خیال ہے خدا کی مرضی کے خلاف دُنیا کا بہت سا حصہ چل رہا ہے۔ لیکن خدا ان سے ساتھ نہ تو کنجوسی کرتا ہے اور نہ اُنہیں زندگی کی ضروریات اور معاشرتی حوائج سے جواب دیتا ہے۔ کیا یہ عمل ہمارے واسطے ایک سند اور فتویٰ نہیں ہے اور ہم اس کے محتاج نہیں ہیں؟

دُنیا کی اکثر خرابیوں اکثر اُلجھنوں اکثر جھگڑوں کا موجب صرف یہی ہے کہ ہم خدائی اخلاق سے وابستہ نہیں ہوتے۔ خدا اگر نیکی اور گرفت چاہتا ہے تو یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ وسعت خیالی سے سلوک کریں۔ ان امور میں دخل نہ دیں جو صرف خدا کا ہی حصہ بخرہ ہیں۔ تعصب۔ ضد سے کام لینا اور ایک دوسرے کی خرابی میں ساعی رہنا قطعاً خدائی اخلاق کے خلاف ہے۔

خدا محبت ہے اور اُس کی محبت میں ایک بُردباری اور استقلال ہے اس کی گرفت نفسانیت اور ضدیت سے پاک اور صاف ہے۔

دُنیا کی معادی اور معاشرتی آسائش محض خدائی رنگ میں ہے خدا ہمیں تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کی توفیق بخشے جو ایک جامع وسعت خیالی اور کشادہ دلی ہے۔ اور ایک دوسرے کی محبت میں ہم سب کے سب وارفتہ ہوں ؎

اجزائے دل ز تفرقہ یا رب نگاہ دار
دیں دفترِ معادستے پیش و پس مباد

سلطان احمد از بہاولپور

ملفوظات امیر المومنین

۶ر جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ مومن کا فرض ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے۔ اپنی اپنی قبر میں پڑنا ہے یا عیسیٰ بدیں خود۔ موسیٰ بدیں خود صحیح نہیں۔ فرمایا۔ [illegible] دھوکہ ہوا ہے۔ وہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس بات پر خود عمل نہ ہو۔ اسے کہنا ہی نہیں چاہیئے۔ [illegible] کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ جو قول و قرار پورا نہ کرتا ہو۔ [illegible] دوسری آیت یہ عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ سے استدلال غلط کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اِذَا رَاَیْتَ شُحًّا مُّطَاعًا وَّ هَوًی مُّتَّبَعًا وَّ اِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْیِهٖ فَعَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ جب تو دیکھے ایک شخص دنیا کا حریص و متبع ہے اور گری ہوئی خواہشوں کا پیرو ہے اور خود پسندی کا یہ حال کہ اپنی ہی رائے پسند ہے۔ تو اس وقت

[ا] چونکہ اس بحث میں کسی اور مطلب کا اظہار مقصود ہے۔ اس واسطے ان ہر دو شرائع کی بابت کسی اور وقت پر بالخصوص بحث کی جاوے گی۔

وہ شہزادہ امن تھا

اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اسے سلطان القلم بنایا اور اب تلوار کی جگہ دنیا پر قلم کے ذریعہ حکومت ہو رہی ہے اور یا اس کے اثر کے ماتحت تقریر بازی اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے انگلستان میں امیروں اور غریبوں کی جنگ میں لوہے کے آلہ ہائے حرب کے بجائے

قلم اور زبان کام کر رہی ہے

ہمارے ناظرین میں بہت تھوڑے لوگ ہوں گے جو انگلستان کے طریقہ حکومت سے واقف ہوں۔ اس لئے مختصر الفاظ میں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ انگلستان کی حکومت میں دو جماعتوں کا دخل ہے جس کو صفائی بیان کے لئے ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہاں دو انجمنیں کام کرتی ہیں۔ ایک کا نام **دیوان عام** اور دوسرے کا نام **دیوان خاص** ہے۔ **دیوان عام** میں وہ لوگ ممبر ہوتے ہیں۔ جن کو عام لوگ اپنے قائمقام کی حیثیت سے منتخب کرتے ہیں۔ یہ لوگ عوام کے قائمقام ہوتے ہیں اور دیوان خاص میں وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو خاندانی امیر کبیر اور ان کے قائمقام ہوتے ہیں۔

دیوان عام ملک کے لئے قانون بناتا ہے اور دیوان خاص اسے منظور یا نامنظور کرتا ہے۔

چونکہ بادشاہ تک کسی قانون کے پہنچنے سے پہلے دیوان عام کے وضع کردہ قوانین کی قسمت دیوان خاص یا ہوس آف لارڈز کے ہاتھ میں ہے۔ اور اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دیوان عام کے کسی قانون کو نامنظور کر دے اس لئے دیوان عام یہ تجویز کر رہا ہے۔ کہ دیوان خاص کے اختیارات کو اعتدال پر لایا جاوے اور اس کی ضرورت پارلیمنٹ بل سے پیش آئی جس کو دیوان خاص نے چند ترمیموں کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ دیوان عام نے ان ترمیموں کا بڑے زور سے انکار کیا اور

اس پر جنگ چھڑ گئی

اب جبکہ دونوں مجلسوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ تو دیوان عام نے دیوان خاص کو سرکاری طور پر لکھ دیا ہے کہ دیوان عام ضرورتاً **بادشاہ** کو جو سب کا حکمران ہے اور کسی قانون کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کے دستخط نہ ہوں یہ مشورہ دیگا۔ کہ وہ اپنے شاہی استحقاق کی رو سے پارلیمنٹ بل کو قانون کی حیثیت عطا کریں۔ بادشاہ نے دیوان عام کی اس رائے سے اتفاق کر لیا ہے۔ کیونکہ دیوان عام انگلستان کی

پبلک آواز ہے۔

اس مباحثہ نے طول کھینچا اور ہر دو فریق کی طرف سے دھواں دھار تقریریں ہوئیں اور دیوان خاص کے زور کو توڑنے کے لئے یہ بھی تجویز کی گئی کہ لارڈز کی تعداد میں اضافہ کیا جاوے اور نئے لارڈز بنوا دیئے جاویں۔

غرض اس ساری بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ

پارلیمنٹ بل پاس ہو گیا اور امرا کا زور گھٹ گیا

بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ دیوان خاص عملی طور پر مردہ ہو گیا اور انگلستان کی پولیٹیکل زندگی میں ایک نیا دور شروع ہوا۔

یہ ہے پبلک رائے کی قدر جس ملک کے آئین اور تمدن کو ہم اپنے کاموں میں اسوہ بنانا چاہتے ہیں وہ خود رفتہ رفتہ اسلام ہی کے اصولوں کی طرف آ رہے ہیں پبلک رائے دبائی جا سکتی ہے۔ مگر اس کے دبانے کے نتائج کبھی خوش آئند نہیں ہو سکتے۔ آخر وہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی کیونکہ

صداقت میں ناقابل مغلوب قوت ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ انگلستان کے امیروں کے مقابلہ میں

غریبوں کی فتح ہوئی

مختصر نوٹ

ثنائی ہرزہ درائی

رسالہ احمدی جو مشہور اہل قلم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کی ادارت میں شائع ہوتا ہے۔ مخالفین سلسلہ کے خوب دانت توڑ رہا ہے۔ ان کے حوصلے پست اور ہمتیں ٹوٹ چلی ہیں۔ ان مخالفین کا گرو گھنٹال امرتسری منکر احمدی کے حملوں کی تاب نہ لا کر چلا اٹھا ہے۔ حال میں جو نمبر شائع ہوا ہے جو اگست اور ستمبر کا مجموعہ ہے۔ اس میں ثنائی ہرزہ درائی کی حقیقت کو کھولا گیا ہے اور ثنائی بد زبانی کا جواب **صدائے گنبد** کے موافق ایسا دیا ہے۔ کہ اگر اس میں غیرت اور حمیت ہو تو آئندہ اس بد زبانی سے توبہ کر لے۔

ایسے رسالہ کی فی الواقع ضرورت ہے اور مخالفین جو تہذیب اور متانت سے گر کر حملے کرتے ہیں۔ ان کے دندان شکن جواب احمدی ہی سے دیتے ہیں۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ جب کتا کسی کو کاٹے تو کتے کو دانشمند کاٹ نہیں کھاتا۔ مگر یہ تو ہو سکتا ہے کہ کتے کو ڈنڈے سے درست کیا جاوے امید ہے مخالفین آئندہ توبہ کر لیں گے۔

پنجاب گورنمنٹ اور اخبارات

قائمقام لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جو رائے بعض اخبارات راستہ کے رویہ کے اعتدال پر لانے کے متعلق پریس کمیونک کے ذریعہ ظاہر کی ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ درج ہے اس میں کوئی کلام نہیں کہ بعض اخبارات کا رویہ اس قابل تھا کہ اس کی اصلاح ہوتی مگر قابل غور امر یہ ضرور تھا کہ الحق کی ضمانت لینے کے متعلق جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس میں اس امر کو کہاں تک مدنظر رکھا گیا ہے۔ کہ آیا اس کے مضامین زیر ضمانت ڈیفنسو تھے یا آفینسو؟ اور دفاعی ہونے کی وجہ سے وہ امن کے موید تھے یا نقص امن کے محرک۔ اب سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے ہمارا توقع کر لینے معنی نہیں رکھتا کہ وہ ضرور اس **ضمانت** کے سوال پر غور کرے گی کیونکہ سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ نے اپنی بیدار مغزی اور علو ہمتی سے سب کو اپنا ممنون بنا رکھا ہے میری دانست میں اگر ایڈیٹر صاحب الحق خود جا کر سر لوئی ڈین کے حضور اپنے عذرات پیش کریں۔ تو سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ انہیں پالیسی عزت دینے میں فیاضی سے کام لیگی۔ مسلم پریس کو اس وقت پوری توجہ سے کام لینا چاہیئے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ فدائے قوم الحق کی خصوصیت سے اعانت کریں۔ جو اس کڑے امتحان میں ثابت قدم ثابت ہوا ہے۔ یہ محض خدا کے فضل کی بات ہے ورنہ بڑے بڑے پرانے اخبارات اس امتحان میں آکر رہ گئے۔

مکتی فوج کے کارنامے

اخبار وکیل نے مکتی فوج کے کارناموں پر لکھتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ:۔

"اس کے مقابلہ میں ہم اپنے قومی شہیدوں کے کارنامے اور قومی انجمنوں کا رجسٹر دیکھتے ہیں۔ تو وہاں صفر نظر آتا ہے"!

مکتی فوج جن ذریعوں سے دین عیسویت کی اشاعت کر رہی ہے۔ وہ ہماری انجمنوں کے لئے **قابل غور** ہے۔ دستکاری اور صنعت کے رنگ میں اور جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے خیال سے ایک بہت بڑا حصہ ہندوستان و پنجاب کی آبادی کا ان کے ہاتھ میں جا چکا ہے۔ اور وہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ وہ حصہ مخلوق جس کو ہندوؤں اور مسلمانوں نے ناکارہ سمجھ کر الگ کر دیا ہے یعنی **ادنیٰ اقوام** انہیں وہ اٹھا کر گلے سے لگائیں اور ابھاریں۔ مکتی فوج نے جب جرائم پیشہ اقوام کی **اصلاح** کی خیال سے بیرتے وغیرہ اقوام میں کام کرنا شروع کیا تو میں نے اپنی کمزور آواز کو اٹھایا اور آگاہ کیا کہ ابھی وقت ہے اٹھو اور ہمت کرکے اپنے مسلمان بھائیوں کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ لیکن کسی نے پرواہ نہ کی۔ ابھی وقت ہے اور ضرورت ہے کہ

واعظین ان میں بھیجے جاویں۔

اور عیسوی اثر کو متعدی نہ ہونے دیا جاوے کیا مسلمانوں کی انجمنیں اس پر توجہ کر سکتی ہیں؟ جواب وقت دیگا کہ نہیں! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تعطیل جمعہ کا میموریل

تعطیل جمعہ کی تحریک کی ملک کے تمام مسلمان اخبارات اور قریباً کل انجمنوں نے تائید کی ہے۔ اور اگر بعض نے میموریل کے ارسال کرنے کے وقت یا نوعیت پر کوئی رائے زنی کرکے ترمیم کرنی چاہی ہے۔ تو اسے ہم ناپسند نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت پر اور اب حضرت خلیفۃ المسیح رض نے اس امر کا اعلان کر دیا تھا کہ اگر کوئی اور شخص اس کام کو کرنا چاہے۔ تو بڑی خوشی سے ہم اس کے ساتھ ہونے کو تیار ہیں۔ بہرحال یہ نہایت خوش کن بات ہے کہ مسلمان اپنی ضروریات دین کو سمجھنے لگے ہیں۔ بعض نادانوں نے احمدی اور غیر احمدی کے سوال کو اس مبارک تحریک کی راہ میں روک بنانا چاہا ہے مگر وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ **فرضیت جمعہ** میں کسی کو کیا کلام ہے یہ تو مسلمانوں کا ایک مشترکہ **اصول مذہب** ہے اور اس کی تائید کرنا ہر شخص کا فرض۔ اس کے ساتھ ہی اگر ملک کے امن پسند اور نیک دل لوگ جو ہندو مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کے خواہشمند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک پر بھی توجہ کریں جو آپ نے مناظرات مذہبی کی اصلاح اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۲۹۸ کی توسیع کے متعلق تھی تو کیا عجب کہ اب وہ تحریک بھی بارور ہو۔ اس لئے میں حضرت خلیفۃ المسیح رض سے استدعا کرتا ہوں کہ

وہ اس تحریک کی تجدید فرما دیں

اس تحریک کے عملی صورت میں آنے سے گورنمنٹ اور اہل ملک کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور جب صرف حقائق مذہب کی اشاعت پر زور ہوگا تو

یقیناً اسلام کی فتح ہوگی

گوکھلے کا مسودہ تعلیم جبری

مسٹر گوکھلے مشہور پولیٹیکل سنیاسی ہیں اور خادمان ہند کے مدرسہ کے محرک اور گورنر۔ انہوں نے لازمی تعلیم

خدا تمہیں قرآن شریف کا سچا متبع بنائے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع بنائے۔ دُنیا کی ہوا و ہوس تمہیں خدا سے غافل نہ کرے۔ تمہارے دل نرم ہوں اور اس غیظ و غضب سے بچو جو انسان کو اندھا کر کے جہنم میں لے جاتا ہے۔ تمہارے دل گندے نہ ہوں۔ تمہاری زبان پر گندے کلمات نہ آویں۔ تم ایسے نہ بنو کہ تجارت کی شراکت میں حساب کتاب کی پرواہ نہ رکھو۔ یا سود لو۔ اللہ سے ڈرو۔

۲۰ جولائی ۱۹۱۱ء فرمایا۔ حیوٰۃ طیبہ قرآن مجید سے حاصل ہوتی ہے اس لئے اُسے خدا نے رُوح فرمایا ہے۔ اگر تم قرآن مجید پر عمل کرو گے۔ تو ایک زندہ قوم بن جاؤ گے۔ ورنہ مردہ ہو۔

فرمایا ایک شخص عالم فاضل کو کہا گیا کہ قرآن مجید کی مثل ایک سورۃ بنائے۔ اس نے چھ ماہ کی مہلت مانگی اور معارضہ کے لئے سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کو انتخاب کیا۔ چھ ماہ کے بعد دیکھا گیا۔ کہ اپنے ارد گرد کاغذوں کے ڈھیر لگائے بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ صرف ایک آیت کا جواب بھی نہیں دے سکا۔

فرمایا۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپس میں کینے۔ بغض۔ خود پسندی۔ ناجائز طور سے روپیہ کمانا۔ سُستی۔ کاہلی۔ حرص۔ دو شخصوں کو آپس میں لڑوا دینا۔ تجارت میں حساب کتاب نہ رکھنا اکثر پایا جاتا ہے۔ تم سب لوگ ایسی بداخلاقیوں سے بچو۔

جن کے گھروں میں ایسی عظیم الشان کتاب موجود ہے۔ ان کے اعمال ایسے خراب ہوں۔ تو افسوس کی بات ہے۔ استغفار۔ لاحول بہت پڑھو۔ اور دعاؤں میں لگے رہو۔ کہ ان فتن سے اس طرح بچ سکو گے

۲۱ جولائی ۱۹۱۱ء عصر کے بعد ایک دوست کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اس وقت مسلمانوں میں مذہب سے ناواقفیت بہت ہے اور اس کا بُرا اثر یہ ہے۔ کہ ہندو جن کا کوئی مذہب نہیں۔ وہ بھی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ ایک رئیس کا علاج کر رہا تھا جو دربار میں بیٹھے تھے۔ اس نے دوائی پینی تھی۔ میں تاڑ گیا۔ کہ اور تو سب یہیں بیٹھے رہیں گے۔ مگر مجھے اُٹھنا پڑیگا۔ اس میں ایک مسلمان کی سخت ہتک ہے اس لئے میں نے سوال کیا کہ ہندو کسے کہتے ہیں۔ کہا جو گائے کا گوشت نہ کھائے۔ میں نے کہا کہ اتفاق ہی ایسا ہوا ہے کہ میں گائے کا گوشت نہیں کھاتا۔ تو کیا میں آپ کے خیال میں ہندو ہوں۔ سوچ کر کہنے لگا۔ جو چوٹی رکھے۔ میں نے ایک سنیاسی کو پیش کر دیا۔ نادم ہو کر کہا۔ جو جنیو پہنتے ہیں۔ ایک سکھ بیٹھا تھا اس سے میں نے پوچھا کیوں صاحب آپ جنیو پہنتے ہیں۔ اُس نے کہا نہیں تب وہ رئیس بولا۔ جو وید مانتے۔ ایک جینی بیٹھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ ہندو ہے یا نہیں اور یہ دوائی پینے کے وقت بیٹھا رہیگا یا نہیں پھر تناسخ کا فرق بتلایا۔ تو میں نے ایک برہمو کو پیش کر دیا۔ اس پر وہ رئیس کہنے لگا۔ میں خود ہی اُٹھ کر دوسری جگہ دوائی پی لوں گا۔ آپ تکلیف نہ کریں۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اپنا مذہب ہی کوئی نہیں وہ اسلام پر اعتراض کریں۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑی ہوشیاری کا وقت ہے۔ چاہیئے کہ اپنے دین کو مضبوط پکڑیں۔ اور اس سے آگاہی حاصل کریں۔

(۱) پانچ وقت نماز باجماعت ادا کریں۔
(۲) قرآن کو ترجمہ کے ساتھ ضرور پڑھو۔
(۳) تکبر۔ بڑائی چھوڑ دو۔
(۴) بُری صحبتوں سے لازمی طور پر کنارہ کش رہو۔
(۵) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر بہت کرتے رہو۔

سرکاری خبریں

مقام لاہور۔ مورخہ ۸ راگست ۱۹۱۱ء

اس بارہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بین الاقوامی میونسپل کانگرس و نمائش اور بین الاقوامی کانگرس و دستی سڑک ہائے بمقام شہر شکاگو واقع ممالک متحدہ امریکہ ۸ ارلغایت ۳۰ ستمبر آئندہ تک بسر پرستی انجمن تجارت منعقد ہوگی (انجمن) مذکور کی خواہش ہے کہ جملہ ایسے شہروں کے باشندے کانگرس مذکور میں شامل ہوں جو امور ذیل مثلاً چارٹر ہائے یا طریق گورنمنٹ و میونسپل حسابات و باغات و تفریح گاہوں و صحت و حفظان صحت و خیرات و اصلاح محصول و ہوم رول و مدارس و پولیس و آتش و کتب خانہ جات کے متعلق روشن خیالات رکھتے ہیں۔ مزید براں یہ خواہش ہے۔ کہ ہر ایک شہر کی طرف سے ایک قائمقام ہو اور بذریعہ نمونہ جات یا چارٹ ہائے یا فوٹو گراف ہائے یا خاکہ جات انجمن مذکور کی امداد کی جائے۔ بین الاقوامی میونسپل کانگرس میں شہرہ آفاق اور مشہور قابلیت کے ماہرین کی موجودگی سے اقوام و شہروں کے مابین مقابلہ کرنے میں آسانی ہوجائیگی اور اس طرح بعض اصحاب کو امداد دینے اور دیگر کو واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل جائیگا۔ انجمن تجارت شکاگو کی طرف سے میونسپلٹی ہائے کو براہ راست کسی مابعد تاریخ پر باضابطہ طور پر مدعو کیا جائے گا۔

لاہور مورخہ ۹ راگست ۱۹۱۱ء }
دستخط۔ گل محمد
نائب میر منشی گورنمنٹ پنجاب

قائمقام جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اُس ناگوار اشتعال انگیز لہجہ کو فکرمندی (کی نظر) سے دیکھا ہے۔ جو کچھ عرصہ سے ورنیکلر پریس کے ایک حصہ کی تحریروں میں قومی و مذہبی سوالات کی بحث کے متعلق نمایاں رہا ہے (ان تحریروں کی) زبان غیر معتدل و اہانت آمیز اور بعض حالتوں میں فحش رہی ہے۔ حال ہی (میں پنجاب گورنمنٹ) ایک ہندو اور ایک مسلمان اخبار سے ضمانت لے لینے اور دوسروں کو متنبہ کرنے کی بابت جو کارروائی کی گئی ہے۔ وہ اسی خواہش پر مبنی تھی۔ کہ اس مضرت کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔ (پس) قائمقام جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اُن تمام اشخاص سے جو بذریعہ تحریر یا تقریر پبلک رائے کی رہنمائی کرنی چاہتے ہیں ایک مخلصانہ اپیل کریں گے کہ وہ اپنی ذمہداری کو پہچانیں اور کسی ایسی بات سے محترز رہیں جس سے پنجاب میں ان مختلف مذاہب کے پیروؤں میں جو پنجاب میں ملے جلے رہتے ہیں بدمزگی بڑھنے کا کچھ احتمال ہو۔

انگلستان کی پولیٹیکل زندگی میں انقلاب عظیم

ناظرین الحکم جو مذہبی مذاق رکھتے ہیں۔ وہ غالباً حیران ہونگے کہ مندرجہ بالا عنوان سے لکھے ہوئے مضمون کو ان کے مذہبی مذاق سے کیا تعلق ہے؟ مگر ان کی حیرانی جلد ہی دور ہو جائے گی۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ اس انقلاب عظیم میں اصول اسلام کی فتح کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور محض اسی ایک غرض سے میں نے اس انقلاب کا ذکر کرنا پسند کیا ہے۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں میں نے ظاہر کیا تھا کہ کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں حل ہو گیا اور آئرش بل۔ پی کے تازہ فیصلہ کا ذکر کر کے بتایا تھا کہ عملی طور پر ان لوگوں نے دکھا دیا ہے کہ

کثرت رائے دراصل کوئی چیز نہیں

مجالس (کثرت رائے) اگر حق کے خلاف ہو تو کبھی تسلیم نہیں ہونی چاہئے مگر چونکہ آجکل جو کانفرنسوں اور کانگرسوں اور کمیٹیوں کا زمانہ ہے ان میں

کثرت رائے ہی حکمران ہے!

میں کمیٹیوں اور کانفرنسوں کے اس بڑھتے ہوئے مذاق کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود پر ہمیشہ دلیل سمجھا کرتا ہوں۔ اور وَاِلٰی نَفُوس زُوِّجَت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کام کا ایک نمونہ قرار دیا کرتا ہوں۔ جو قومی وحدت کا اور اتحاد کا آپ کرنا چاہتے تھے۔ گویا اس مذاق نے بتا دیا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ دُنیا ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اور چونکہ یہ ساتواں ہزار

عظیم الشان جمعہ ہے۔

اس لئے ضروری تھا کہ ارہاص کے طور پر مختلف رنگوں میں جماعتیں قائم ہوں۔ یہ مضمون بہت باریک اور عمیق فلسفہ اجتماع کی طرف جا رہا ہے۔ اور مجھے لے جانا چاہتا ہے۔ مگر میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ غرض چونکہ یہ اجتماع کے ایام ہیں۔ اور ان کی ابتدا مجلسوں اور کمیٹیوں کے قیام سے ہوئی حکومت میں بھی وہی کانسٹی ٹیوشنل رنگ پیدا ہو گیا۔ جو کام خواہ وہ دینی ہو یا دُنیوی کونسٹی ٹیوشنل رنگ رکھیگا اسے پبلک آراء کے ماتحت رکھنا لازمی ہوگا یا اس کی ہیئت تبدیل کرنا پڑیگی۔ اسی بنا پر انگلستان میں

غریبوں اور امیروں کی جنگ ہوئی۔

جنگ سے مراد توپ و تفنگ کا استعمال نہیں۔ بلکہ تقریری اور تحریری لڑائی مراد ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ قلم کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا نشان تھا کہ

جنگ اٹھا دی جائیگی

چنانچہ دنیا کی تمام سلطنتیں باوجود اپنے ملکی مصالح کے لحاظ سے جنگی سامان بڑھانے کے

امن پرور ہونا پسند کرتی ہیں۔

اور ہمارا سابق قیصر ہند تو دُنیا کا سب سے بڑا صلح جو قیصر تھا۔ اور اب بھی

امن کو جنگ پر ترجیح ہے۔

یہ ہمارے آقا اور امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا طفیل ہے کہ خواہ اسباب کچھ بھی ہوں۔ دُنیا سے جنگ موقوف ہوگئی اور اس طرح پر سب کو بالاتفاق تسلیم کرنا پڑا۔ کہ

کا ایک قانون پاس کرانا چاہتے ہیں۔ ہندو اخبارات بڑے جوش اور زور کے ساتھ اس کی تائید کر رہے ہیں اور مسلمان اخبارات میں باستثنائے بعض مخالفت ہو رہی ہے۔ جن اخبارات نے اس بل کی تائید کی ہے۔ ان کا لیڈر اور بیزر در، زمیندار، اور الاسلام۔ ہمدرد ہند کے علاوہ کامریڈ اور محمڈن مدراس اس کے ہم نوا ہیں۔ اس کے علاوہ باقی محمڈن کمیونٹی کا اہل الرائے طبقہ اور مسلم پریس اس کا مخالف ہے۔ ہماری جماعت کی طرف سے کوئی رائے ابھی تک اس بل کے متعلق میری نظر سے نہیں گذری۔

میں انشاء اللہ العزیز اگلی اشاعت میں ایک مستقل آرٹیکل میں اس بل کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرونگا۔ اتنا میں کہنے سے متردد نہیں ہوں کہ یہ امر سمجھ میں کس قدر مشکل سے آتا ہے کہ یہ بل سراسر مسلمانوں کے لئے مضر ہو۔ ممکن نہیں۔ یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر گوکھلے نے اس قانون میں اپنے قومی مفاد اور اغراض کو مدنظر رکھا ہے۔ لیکن کیا مسلمانوں میں ابھی ایسے اہل الرائے پیدا نہیں ہوئے۔ جو مناسب اصلاحوں اور ترمیموں کے بعد اس بل کو اپنے مفید مطلب بنا سکیں؟ اگر گوکھلے نے اس بل کے ذریعہ مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچانا مدنظر رکھا ہے۔ تو تم اپنے آپ کو اس کے مضر پہلو سے بچانے کی کوشش کرو۔ بہرحال میں اپنی رائے کے موافق اس بل کے مفید اور مضر پہلوؤں پر انشاء اللہ آئندہ بحث کروں گا۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کی لائف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مولوی نذیر حسین دہلوی کی اس لائف کے جو ان کے کسی شاگرد رشید نے لکھی ہے ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس پر دہلوی محدث کے طرفداروں میں ایک شور مچ گیا۔ بجائے اس کے کہ سعادت مندی کے ساتھ مولوی نذیر حسین صاحب کی ایک بشری کمزوری کا اعتراف کر لیا جاتا۔ گالیوں پر اتر آئے۔ ان میں سے ایک صاحب "محمد حسین دہلوی" (اگر میں غلطی نہیں کرتا تو غالباً مولوی محمد حسین کوئلہ والے ہیں) نے یہ بھی لکھ دیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے مولوی نذیر حسین مرشد اور استاد ہیں۔ اس لئے عقلاً و نقلاً و عرفاً مجھے ان کے خلاف نہیں لکھنا چاہیئے تھا۔

میں حیران ہوں کہ دہلوی کوئلہ فروش کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ سید نذیر حسین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کے استاد اور مرشد ہیں۔ ان کی ساری سوانح عمری میں تو اس کا ذکر نہیں اور نہ فہرست تلامذہ میں آپ کا نام۔ اگر آپ کے پاس کوئی خاص ثبوت ہے تو پیش کریں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ سید نذیر حسین صاحب نے ہمارے آقا و مولیٰ امام علیہ السلام کا نکاح ضرور پڑھا تھا جب حضرت مسیح موعودؑ دہلی بغرض نکاح تشریف لے گئے تھے اور غالباً دو روپیہ نکاح خوانی کے بھی دیئے گئے تھے۔ ہم مولوی نذیر حسین صاحب کی بہت سی خوبیوں کے معترف ہیں انہوں نے حدیث شریف کی بڑی اشاعت بذریعہ تعلیم کی ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ وہ دقیقہ رس اور نازک فہم نہ تھے اور اظہار حق کے لئے پر قوت قلب رکھتے تھے ورنہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں تقویٰ اللہ سے کام لیتے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا اور غالباً مصلحت الٰہی اس میں یہ تھی۔ کہ آپ چونکہ ایک قوم کے امام ہونے والے تھے۔ اگر آپ نے ان سے کچھ پڑھا ہوتا تو کم حوصلہ لوگ ان سے اس وقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کیا ضرور عاق نامہ لکھواتے۔

ہاں ایک بات ضرور ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب کے لائف نویس نے اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ دہلی گئے اور میاں صاحب کے پاس ٹھہرے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے آپ سے اس حدیث کا مطلب پوچھا کہ گرگٹ کو مارنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پھونکیں مارتا تھا۔ آپ نے سوال کیا کہ یہ گرگٹ جواب موجود ہیں ان کا کیا قصور۔ اس کا جواب مولوی نذیر حسین صاحب نے تو کچھ نہ دیا۔ بلکہ یہ کہا کہ یہ اعتراضات اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ آپ ہی اس کا جواب دیں۔ گویا حق بحقدار رسید۔ دہلوی محدث نے تسلیم کر لیا۔ کہ اس زمانے کے اعتراضات کا جواب دینے کی قابلیت آپ ہی کو دی گئی ہے اور ایک صحیح بخاری حضرت کی نذر کی اس واقعہ سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا جو مقام اور مرتبہ ثابت ہوتا ہے۔ وہ ظاہر ہے اس پر بھی اگر کوئی نادان نہ سمجھے۔ تو اس کا خدا حافظ۔ دیکھیں۔ دہلوی کوئلہ فروش اپنے بیان کو کس طرح ثابت کرتے ہیں۔

خواجہ صاحب اور غیر احمدی

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں ہے کہ جب سے خواجہ صاحب نے پیسہ اخبار اور السنیر جھنگ میں غیر احمدیوں کے متعلق ایک مضمون اور فتویٰ لکھا ہے اس وقت سے احمدی جماعت اور غیر احمدی لوگوں میں اس بحث کے متعلق دلچسپی اور جوش پیدا ہو گیا۔ سب سے پہلے ایڈیٹر الحکم نے یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھا کہ اس قسم کے معاملہ پر فتویٰ دینے کا حق کسی شخص کو حاصل نہیں اور

یہ صرف خلیفۃ المسیحؓ کا کام ہے

جو قوم کا امام ہے اور تقویٰ اللہ اور علم صحیح اور جماعت کی ضرورتوں کے پورے علم میں ممتاز ہے۔ اس آواز کو اگرچہ تفرقہ پیدا کرنے والی آواز سمجھا گیا۔ مگر اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد قوم نے اس احساس کا ثبوت دیدیا کہ فی الواقعہ ایک ایسی قوم کے کسی فرد کو (جو اپنا امام اور پیشوا رکھتی ہے اور حقیقی معنوں میں اہل سنت والجماعت ہو) کوئی حق نہیں کہ فتویٰ دے۔ اس سوال کی اہمیت اور دلچسپی کے پیدا ہونے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان میں ایک بردست مضمون فیصلہ کن لکھا جس کو حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ کی پسندیدگی کے بعد شائع کیا گیا۔ اس کے بعد غیر احمدی لوگوں میں ایک جنبش پیدا ہوئی اور انہوں نے خواجہ صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے مختلف قسم کے استفسار کرنے شروع کئے اور اس بحث نے یہاں تک طول کھینچا کہ لاہور کے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں نے اصلی سوال کی وجہ سے خواجہ صاحب کے ایک پبلک لیکچر کو جو غیر احمدی لوگوں میں ہونے والا تھا روک دیا۔ اور ایک طوفان بے تمیزی پیدا کر دیا مگر لاہور کی آزاد خیال پبلک پر افسوس ہے۔ جو ایک طرف تو احمدی اور غیر احمدی کے سوال سے ناراضگی کا اظہار کرتی ہے اور اس کو وسعت حوصلہ اور آزاد خیالی کے خلاف بتاتی ہے۔ دوسری طرف اس سے اتنا نہیں ہو سکا کہ وہ اس حرکت پر اظہار افسوس ہی کرتی۔

میری دانست میں اس سوال کے ذریعہ سب سے زیادہ غلط فہمی بڑھانے والے ہمارے غیر احمدی مسلمان ہی ہیں۔ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا شاخسانہ نکال دیتے ہیں جس کے لئے سلسلہ کے اخبارات کو ان کی ان غلط بیانیوں کی تردید کرنی پڑتی ہے۔ اس کی تازہ نظیر روزانہ پیسہ اخبار کا وہ نوٹ ہے۔ جو اس نے ۱۲ اگست ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے جس میں خواجہ صاحب کی طرف منسوب کر کے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان کے نوجوان اور ناتجربہ کار ایڈیٹر کے اس قول سے متفق نہیں کہ احمدی لوگ سب مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت یا مجددیت کے قائل نہیں۔

اور پھر آخر میں پیسہ اخبار کہتا ہے کہ "امید ہے کہ خواجہ صاحب نے انجمن احمدیہ کی اتفاق رائے سے اس امر کا اعلان کیا ہوگا۔"

اس نوٹ سے پیسہ اخبار کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ احمدی جماعت کے کارکنوں میں تفرقہ اور عناد پیدا کرے۔ مگر پیسہ اخبار اور اس کے امثال اس بیہودہ آرزو میں خدا کے فضل سے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کوئی شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو ایک منٹ کے لئے بھی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ خواجہ صاحب یا کوئی احمدی حضرت صاحبزادہ صاحب کے متعلق ایسے رکیک اور دور از ادب خیالات ظاہر کرے۔ اور انہیں ناتجربہ کار کہے اول تو اس لئے کہ صاحبزادہ صاحب نے جو کچھ لکھا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کیا ہے کیا نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کے حوالے سے لکھا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اس کی تصدیق فرمائی۔ دوم صاحبزادہ صاحب اس میں شک نہیں کہ زمانہ سازیوں اور پیچدار باتوں سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں اور یہ ان کی ذات کے لئے فخر ہے کہ وہ ایک صادق مسلمان کی طرح اس زمانہ کے پولیٹیشن لوگوں کی طرح نہیں مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ وہ اپنے ایمانی نور اور معرفت ربانی کی وجہ سے ایسا تجربہ اور علم رکھتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کارکن کمیٹی (صدر انجمن احمدیہ) کا میر مجلس تجویز کیا اور انجمن نے ان کی دینی قابلیت اور مذہبی حمیت اور غیرت اور کام کرنے والی سپرٹ کو دیکھ کر

مدرسہ احمدیہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا

اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اپنی علالت کے ایام میں ان کے تقویٰ اور طہارت کو دیکھ کر امام مقرر کیا۔ اگر اس پوزیشن کا انسان ناتجربہ کار کہلا سکتا ہے تو

ایسے ناتجربہ کاروں پر ہمارا جان و مال نثار۔

غرض ایک احمدی کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ خواجہ صاحب اس قسم کے الفاظ بولیں۔ یہ محض خواجہ صاحب پر افترا ہے۔

اس قسم کی تحریریں احمدی قوم کو بدنام کرنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اس لئے احمدی احباب ایسی تحریروں کو ہرگز وقعت نہ دیں اور انہیں محض لغو سمجھیں۔

خواجہ صاحب سے جن احباب نے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا ہے انہوں نے صاف صاف ظاہر کیا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنا جو مذہب ظاہر کیا ہے وہ وہی ہے جو دوسرے احمدی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کھلے الفاظ میں کہا ہے کہ

وہ رسمی اور اسمی مسلمان قرار دیتے ہیں۔

اور تشحیذ کے کسی گذشتہ نمبر میں مکرمی مولوی فضل الدین صاحب نے بھی یہی ظاہر کیا ہے۔ اب ہمارے درمیان کوئی اختلاف باقی نہیں رہ جاتا اور یہ امر تھا بھی ناممکن کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ العالی کی کسی تحریر یا تقریر

خلاف کوئی رائے رکھیں۔ اور ایک احمدی ایسے خیالات سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔

یہ صرف مخالفین کی اپنی چالاکی ہے کہ وہ غلط بیانات ہمارے یا ہمارے دوستوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور پیسہ اخبار کی یہ امید محض کاسۂ گدائی ہے کہ انجمن احمدیہ کی اتفاق رائے سے ایسا کہا ہوگا انجمن احمدیہ ایسے لغو امور پر اتفاق رائے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ ہم اس سوال کو ہمیشہ کے لئے فیصلہ شدہ سمجھتے ہیں اور ہمارے موجودہ امام کا طرز عمل بتا رہا ہے۔ اس کے بعد امید ہے پیسہ اخبار یا کوئی اور غیر احمدی اخبار اس قسم کی باتیں غیر ذمہ دار لوگوں کی طرف سے شائع کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ اور عنقریب خواجہ صاحب کی کوئی تحریر اس سوال کو انشاء اللہ ہمیشہ کے لئے طے کر دیگی۔ بہرحال پیسہ اخبار کی اس قسم کی بیہودہ اور دور از کار تحریروں کو احمدی احباب قطعاً وقعت نہ دیں۔ اس نے جو کچھ خواجہ صاحب کے خیالات کے متعلق ظاہر کیا ہے۔ وہ محض افترا ہے۔

جو لوگ اس قسم کی تحریروں سے ناراض ہوتے ہیں اور ان کو وسعت حوصلہ کے خلاف بتلاتے ہیں۔ کیوں وہ اخلاقی جرأت سے کام لیکر ہم پر کفر کا فتویٰ دینے والے علماء کو تنبیہ نہیں کرتے اور ان سے بیزاری کا اظہار نہیں کرتے

ان سطور کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ خواجہ صاحب کا وہ اشتہار اتفاقاً میری نظر سے گزرا۔ جو انہوں نے "غیر احمدی مسلمانوں کے متعلق میرا مذہب" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ میں اس امر پر اظہار افسوس سے رک نہیں سکتا کہ خواجہ صاحب نے بلا ضرورت اس سوال کو لاہور کے اسلامیہ سکول میں کسی لیکچر کے اثناء میں چھیڑ دیا۔ جس پر خود انہیں اپنی پوزیشن غیر احمدیوں کے سامنے صاف کرنی پڑی۔ کیونکہ احمدی جماعت کا جو مذہب اس مسئلہ کے متعلق ہے۔ وہ رسالہ تشحیذ الاذہان اور اخبار بدر و الحکم میں بالتفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کی بنا پر شائع ہو چکا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی نے اس کی تائید فرمائی اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن کے ایک سوال کے جواب میں صاف فرما دیا تھا کہ

"یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔ کیونکہ جس طرح پر وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے **اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے** اور یہ کہ ایمان کے لئے یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اس کے ملائکہ پر کتب سماویہ پر اور رسل پر۔ خیر و شر کے اندازوں پر اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور **ان کا اختلاف شروع ہو جاتا ہے ایمان بالرسل نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا**۔ اور اسی ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں بلکہ عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں **کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے** ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتلاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار میں تو تفرقہ ہو جاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں خاتم النبیینؐ فرمایا ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ یقین نہ کرے **بالاتفاق کافر ہے**۔

یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے معنے کیا کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیینؐ کی بحث کو لا نفرق بین احد من الرسل سے کوئی تعلق نہیں اور وہ ایک الگ امر ہے الغرض **میں تو اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں**"

یہ وہ تقریر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ العالی نے ۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر بجواب سوال ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب فرمائی اس میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے اپنا مذہب متعلق غیر احمدیوں مسلمانان کے کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے۔

پھر ایک مرتبہ صاف الفاظ میں یہ سوال آپ سے کیا گیا کہ "غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے تو اسے کیا جواب دیا جاوے" فرمایا:۔

"لا الٰہ الا اللہ ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کو ماننے کا حکم آ جاتا ہے اللہ کو ماننے کا یہی مطلب ہے۔ کہ اس کے سارے حکموں کو مانا جاویگا۔ اب سارے ماموروں **کا ماننا لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم میں داخل ہے**۔ حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام ان سب کا ماننا اسی لا الٰہ الا اللہ کے ماتحت ہے۔ حالانکہ ان کا ذکر اس کلمہ میں نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا حضرت خاتم النبیینؐ پر ایمان لانا قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کے مفہوم میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے دعوےٰ میں جھوٹے تھے۔

یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب او کذب بالحق۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظالم دو ہی ہیں **ایک جو اللہ پر افترا کرے دوم جو حق کی تکذیب کرے پس یہ کہنا مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہے۔ جو ناممکن ہے**"

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے یہ ارشادات بالکل صاف ہیں۔ اور ان پر کسی حاشیہ کی قطعاً حاجت نہیں۔ خواجہ صاحب کو ایسی کیا حاجت پڑی ہے کہ وہ خواہ نخواہ اس سوال کو زیادہ پیچیدار اور حل طلب بناتے جاتے ہیں۔ اگر غیر احمدی مسلمان ہمارے لیکچر نہ سنیں گے تو ہمیں اس کی پرواہ ہی کیوں ہو حضرت خلیفۃ المسیحؓ فرمایا کرتے ہیں۔ کہ

"مجھے خیال بھی نہیں ہوتا کہ کوئی سنتا ہے یا نہیں۔ میں تو صرف خدا کا کلام سنانا اپنا کام سمجھتا ہوں"

بہرحال اس اشتہار میں اگرچہ صاف نہیں مگر خواجہ صاحب نے اتنا بیان کر دیا ہے کہ

"حضرت مرزا صاحب ہمارے نزدیک مامور من اللہ ہیں۔ تو ان کے مصدق **مومن بالمامور** کہلائیں گے اور ان کے منکر **کافر بالمامور**"

کافر بالمامور اب لغوی حیثیت سے دیکھے جانے کے قابل کوئی لفظ نہیں بلکہ اس کو ہم نے شرعی اصطلاح میں دیکھنا ہے۔ کہ شریعت اس کے کیا معنی کرتی ہے اور خواجہ صاحب کا بھی وہی مفہوم ہونا چاہیئے نہ کچھ اور کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے جو اس کی اشاعت کی اجازت دی ہے تو اسی حیثیت اور مفہوم کے لحاظ سے جو آپ کی مندرجہ بالا تقریروں میں درج ہے۔ نہ کسی اور رنگ میں۔

اب یہ مسئلہ بالکل صاف ہے اور مختصر الفاظ میں ہم اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا **ایمان بالرسل** میں داخل ہے۔ جب تک کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتا اس وقت تک وہ اس ایمان کا مومن نہیں کہلا سکتا جو **لا نفرق بین احد من** رسلہ میں سکھایا گیا ہے اور جو حضرت مسیح موعودؑ ہی کا منکر نہیں بلکہ **ایمان بالرسل میں اس آیت کے ماتحت تفرقہ کرتا ہے**۔

"ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا و اعتدنا للکافرین عذابا مھینا"

ہم کو اخلاقی جرأت سے کام لینا چاہئے اور اپنے مذہب کو چھپانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے مصلحت وقت کوئی چیز نہیں ہے ہمیں خواہ نخواہ کی ضد اور ہٹ نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو کافر بناتے پھریں اور نہ خدانخواستہ اس میں ہمیں کوئی خوشی ہے۔ لیکن ہم پر افسوس ہوگا کہ دوسرے مسلمان تو ہمارے امام اور خدا کے **برگزیدہ مامور و مرسل** کو نعوذ باللہ کاذب کہیں اور ہم ان کو **مومن حقیقی یقین** کر لیں اس دن کیلئے خدا ہمیں نہ رکھے کہ ہم میں دینی حرارت اور حمیت اس حد تک سلب ہو جاوے۔

ہم تمام ان کاموں میں جو قومی حیثیت سے ہمارا اشتراک چاہتے ہیں۔ شامل ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور حضرت امام نے اپنے عمل سے بتا دیا ہے۔ لیکن جہاں مذہبی معتقدات کی بحث آتی ہے وہاں **ہم ان سے الگ رہنا ضروری جانتے ہیں** اور ہمارے مغفور امام علیہ السلام اور موجودہ امام مدظلہ العالی نے جو کچھ خدا تعالیٰ کے اشارہ اور ہدایت کے ماتحت اپنا مذہب ظاہر کر دیا ہے۔ وہی ہمارے لئے سند اور حجت ہے۔ دیگر ہیچ۔

محض وجاہت اور امتیاز کوئی چیز نہیں اسلام نے ہمیں یہ نہیں سکھایا کہ زید کے منہ سے جو نکلے وہ درست۔ کیونکہ وہ ایک دولتمند انسان ہے اور بکر کے منہ سے جو نکلے وہ غلط کیونکہ وہ ایک معمولی انسان ہے نہیں بلکہ

اسلام حق کی تعلیم دیتا ہے

خواہ وہ کسی کے منہ سے نکلے۔ پس احمدی جماعت جنہوں نے حق کے لئے قوم سے علیحدہ ہونا اختیار کیا جنہوں نے اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوتے نہ دیکھا اور [illegible] جنہوں نے فتوے سنے۔ وہ کبھی اپنے

اصل مرکز سے [illegible] نہیں ہٹ سکتے

[illegible] کی ایک ہی صورت ہے

رکھلہے۔ خاص روز قیامت مراد نہیں لیا اور یہ روایتہً و درایتہً قرآن شریف کی اپنی تصریح اور قواعد نحو کے رو سے غلط ہے۔

اقول۔ سیالکوٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کے ترجمہ پر جو اعتراض کیا ہے وہ ایسا لغو اور قرآن مجید کی ہتک کرنے والا ہے کہ ایک مسلمان پھر مسلمان مولوی کہلانے والے کے منہ سے نہیں نکلنا چاہئیے۔ قرآن مجید اپنے اندر بلویا مستقلہ رکھتا ہے وہ کسی خاص وقت اور قوم کا دستور العمل نہیں اور نہ اس کی آیات مختص الزمان ہیں۔ اس زمانہ میں بعض ایسے آزاد خیال لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو قرآن مجید کی بعض آیات کو نعوذ باللہ غیر ضروری کہتے ہیں جیسے یہ لوگ قرآن مجید کی شان پاک میں گستاخی کرنے والے ہیں سو وہ لوگ بھی بڑے ہی بے ادب اور شوخ ہیں۔ جو اس کو حقائق مستقلہ نہیں کہتے اور اس کے معانی کو محدود کر کے ایک بہتے ہوئے چشمہ کے بجائے ایک چھوٹا سا جوہڑ بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کو کتاب مبارک کہا گیا ہے اور وہ ابدالآباد کے لئے اپنی تعلیمات اور ہدایات رکھتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی نے جو ترجمہ یوم الدین کا کیا ہے وہ ایسا اعلیٰ اور دور از اعتراض اور بضرورت زمانہ کے موافق ہے کہ ایک آریہ اور میٹریلسٹ بھی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن جب سیالکوٹی کے مفہوم کے موافق مالک یوم الدین کے معنے

خاص دن قیامت کا مالک

ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے نہ صرف ترجمہ کی خوبی اور کمال ہی دور ہو جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایسی خطرناک زد پڑتی ہے کہ قرآن مجید کی عظمت اور وقعت پر بھی اس سے دھبہ لگتا ہے۔

صفات الٰہی کا مسئلہ ہی عظیم الشان مسئلہ ہے۔ جس پر برخلاف دوسری تمام کتابوں کے قرآن مجید نے ایسی روشنی ڈالی ہے کہ آئندہ کبھی اس پر کوئی اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ہمارے **سیالکوٹی بزرگ** چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے اس یگانہ ناز کو دور کر دیں۔

اول تو قابل غور یہ امر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ترجمہ میں یہ کہاں انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کا مالک نہیں۔ بلکہ ایسے کھلے طور پر آپ نے بتایا ہے کہ ایک معمولی عقل کا آدمی بھی صفائی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"دنیا میں بھی جزا و سزا ہوتی ہے پھر حشر میں پھر مرا اور پھر جنت و نار میں اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے۔"

اس میں کہاں قیامت کا انکار ہے؟ اور اگر صرف ایک خاص وقت پر ہی جزا و سزا ہوتی ہے۔ باقی دوسرے اوقات میں نہیں جیسا کہ سیالکوٹی کا مذہب معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ قرآن مجید کے صریح خلاف ہے اور واقعات کے ایسے متضاد اور مخالف کہ ایک اندھا بھی اسے محسوس کر سکتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا ہے تو سیالکوٹی مولوی۔

دنیا میں اگر جزا و سزا کا سلسلہ نہیں تو یہ ایسا بدیہی جھوٹ ہے کہ وہ شخص جس کو مذہب سے کوئی بھی علاقہ ہو اس کو تسلیم نہیں کریگا اور مجھے تعجب ہے کہ سیالکوٹی اہلحدیث کہلا کر اہلحدیث اخبار میں ایسا لغو عقیدہ ظاہر کرتا ہے۔

میں اس سے اور اس کے دوسرے بزرگ اہل حدیث سے پوچھتا ہوں کہ محدثین جو تسلیم کرتے ہیں کہ چور کے ہاتھ کاٹنے یا زانی کے رجم اور جلد وغیرہ سے اس کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ کیا یہ عقیدہ اب چھوڑ بیٹھے ہیں؟ اور اگر محدثین کا یہ مذہب درست ہے اور یقیناً درست ہے تو پھر اس نادان نے یہ کہاں سے نکال لیا؟

مجھے تعجب ہے کہ اگر سیالکوٹی کا مذہب صحیح قرار دیا جاوے تو قرآن مجید کا اور احادیث کا بھی بہت بڑا حصہ جو حدود شرعی اور تعزیرات کے متعلق ہے۔ ترک کرنا پڑیگا اور گویا یہ کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود اللہ تعالیٰ نے ایک لغو کام کیا۔ جو دنیا میں حدود اور تعزیرات کو جاری رکھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اور نہ صرف قرآن اور احادیث اور فقہ کا حصہ تعزیرات اور حدود باطل ہوتا ہے بلکہ علوم صحیحہ اور تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ اگر دنیا میں جزا و سزا نہیں ہوتی تو پھر بتانا چاہئیے کہ امراض اور قسم قسم کے دکھ کیوں آتے ہیں۔ آگ میں ہاتھ ڈالنے سے جل کیوں جاتا ہے۔ پانی پیاس کیوں بجھا دیتا ہے۔ نادان سیالکوٹی کے اعتقاد کے موافق

حقائق الاشیاء باطل ہیں

بحالیکہ وہ **اعمال** اور ان کی جزا کا مسئلہ عملی رنگ میں ظاہر کرتے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو جزائے اعمال کے متعلق سائنس کے اصولوں پر ہم پیش کرتے ہیں اور ہم کیا قرآن مجید پیش کرتا ہے وہ یہی تو ہے کہ ہم دنیا میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں اور یہی نظارہ اور طرز عمل قیامت پر زبردست دلیل ہے اور قرآن مجید کی حقیت پر منجملہ دیگر دلائل کے یہ دلیل **گل سرسبد** کی طرح ہے اور نہ صرف قیامت پر بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بھی اسی دلیل کو پیش کیا گیا ہے۔

میں اس وقت قرآن مجید کی ان آیات کو پیش نہیں کرتا جہاں سے میں نے اس اصل کو استنباط کیا ہے اگر سیالکوٹی اس اصول کی تکذیب کریگا۔ تو انشاء اللہ العزیز اس کی **قرآن دانی** کے دعوٰی کی حقیقت کو کھولنے کے لئے بتاؤنگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کے درس سے ادنیٰ فیض یافتہ لوگ بحمد اللہ اس سے بہتر **حقایق قرآن** جانتے ہیں۔

غرض دنیا میں ایک ایسا وسیع نظارہ ہے۔ جو جزائے **اعمال فی الدنیا** کو روز مرہ دکھا رہا ہے۔ لیکن یہ **سیالکوٹی مولوی** کو نظر نہیں آتا۔ سچ ہے۔

> آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
>
> ورنہ قبلہ تھا ترا رُخ کافر و دیندار کا

قرآن مجید کی تعلیم عامہ اور ہدایت مستقلہ پر نظر نہ رکھکر ترجمہ کرنے والوں کی بدولت ہم یہ آج روز بروز دیکھ رہے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم پر تیرہ ہزار سے زیادہ اعتراض کئے گئے ہیں۔ اسی ترجمہ پر جو سیالکوٹی کرتا ہے کہ یوم الدین سے مراد ایک **خاص دن** ہے آریہ سماج کے بانی نے زبردست اعتراض کیا ہے۔ جو اس کی ستیارتھ پرکاش میں ان الفاظ میں درج ہے۔

"کیا خدا ہمیشہ انصاف نہیں کرتا۔ کسی خاص دن انصاف کرتا ہے۔"

یہ تو اندھیر کی بات ہے

سیالکوٹی اور اس کے امثال اس قسم کے اعتراضوں کو قرآن مجید پر سننے کا تحمل اور حوصلہ رکھتے ہوں گے۔ مگر ہم خدا کے فضل سے ایک لحظہ کے لئے بھی قرآن مجید کی شان کو گرانا اور اس کے بیان میں دشمنی کو ہنسی کا موقعہ نہیں دینا چاہتے اور جس حال میں اس کی شان **لا ریب فیہ** اور وہ **ھدی** اور **ذکر** ہے۔ پھر اس میں کوئی بات ایسی ہو ہی کب سکتی ہے۔

غرض **قرآن مجید** کے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نے تو وہ طرز اختیار کیا ہے کہ اس سے کسی قسم کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔

اب جو شخص عقل اور انصاف کے فطری قویٰ کو کھو نہیں بیٹھا۔ وہ غور کرے کہ جو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ نے کیا ہے کیا اس پر کوئی حملہ ہو سکتا ہے؟ یا اس سے قرآن مجید کی شان بلند کا اظہار ہوتا ہے۔

دنیا میں جزا و سزا ہوتی ہے اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ پس قرآن مجید نے مالک یوم الدین کہہ کر بتا دیا کہ جو کچھ دنیا میں جزا اور سزا کا نظارہ ہے یہ اس جزا و سزا کے لئے ایک دلیل ہے۔ جو قیامت میں ہوگی اس ترجمہ میں نہ صرف قرآن مجید کی شان حقیقی کا اظہار ہے بلکہ قیامت پر دلیل بھی ساتھ ہی دیدی ہے اب اس کو قرآن مجید کے خلاف بتانا یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو قرآن مجید سے محض ناواقف اور اس کی شان بلند کے منکر ہوں۔

یہاں تک تو میں نے سیالکوٹی کے اعتراض کا ایک اجمالی جواب دیا ہے اب اس کے بعد دوسرے نمبر میں جن آیات سے استشہاد کر کے اس ترجمہ کو غلط قرار دینا چاہتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ان پر بحث ہوگی۔

رفع وہم کے لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ مالک یوم الدین کے ترجمہ میں حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ قیامت کا ثبوت دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ایک خاص وقت جزا و سزا کا ہے اور جب جب اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ظہور ہو۔ وہ بہرحال خاص ہی وقت ہوتا ہے۔ اس میں عمومیت کہاں ہوتی ہے۔ علاوہ بریں مجھے حیرت ہے کہ یہ نادان ملاں اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ عمومیت میں بھی تو خصوصیت داخل ہوتی ہے اور پھر یہاں تو کوئی عمومیت رکھی ہی نہیں بلکہ خصوصیت ہی قرار دی ہے۔ یعنی جب جب جزا و سزا کی صفت کا ظہور ہو۔ خواہ وہ دنیا میں ہو جیسا کہ ہو رہا ہے یا حشر میں ہو جیسا کہ ہوگا اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ نادان مولوی لوگوں کو یہ کہکر دھوکا دینا چاہتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ

ہم قیامت کے منکر ہیں

حالانکہ مالک یوم الدین کے ترجمہ میں حضرت نے ایسی خوبی رکھدی ہے کہ وہ وجود قیامت پر دلیل ہو گیا ہے ایسا لطیف ترجمہ جو قرآن مجید کی حقیت اور شوکت کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ سیالکوٹی کی نظر میں عیب ہے

> ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

جس طرح پر کور باطن قرآن مجید پر حملہ کرتے ہیں۔ اُن کے ہی نقش قدم پر سیالکوٹی نے قدم مارا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے دعویٰ میں صادق مان لیا جاوے یا جن لوگوں نے ہمیں کافر کہا ان کے کفر کا اعلان کیا جاوے۔

یہی شرط حضرت مسیح موعود نے لکھی ہے اور اسی پر ہمارے امام کا اب عمل ہے۔

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بعض لوگوں کو یہ کہکر اکسا دینا آسان ہے کہ میں نعوذ باللہ جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہوں جس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے تفرقہ سے

ایک ناکتخدا پر جمع کرکے بچا لیا ہو۔

اس میں تفرقہ کی کوشش لعنتی کوشش ہے اور میں تو خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے اس کو پسند نہیں کیا اور اپنے ایمان اور مذہب کے خلاف سمجھا کہ جو امر ہمارے امام سے ثابت نہیں اور نہ اس کے قائمقام امام نے اسے پیش کیا بلکہ کھلے الفاظ میں ان کی مخالفت ثابت ہے پھر

اسے کیوں پیش کیا جاوے

بہرحال خواجہ صاحب نے غیر احمدی لوگوں کے سامنے اپنی پوزیشن صاف کر دی ہے۔ کہ وہ انہیں

کافر بالماموریقین کرتے ہیں

اور ماموریت و مرسل کا کفر جس نتیجہ کا مستحق بنا دیتا ہے۔ وہ ایک ظاہر ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں اور خواجہ صاحب بھی اس سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ایک خط میں جو ان کے ایک صادق دوست نے لکھا ہے اور مولوی فضل الدین صاحب نے اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ صاف طور پر اقرار کیا گیا ہے کہ وہ انہیں جہنمی سمجھتے ہیں۔ اب جبکہ یہ سوال حل ہو گیا ہے۔ ہمیں اس پر آئندہ اس وقت تک لکھنے کی ضرورت نہیں جب تک کوئی نیا پہلو نہ پیدا کیا جاوے۔

میں آخر میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر خواجہ صاحب اس مسئلہ کو پبلک ذکر نہ کرتے تو ہمیں ضرورت نہ تھی کہ اس پر بحث کرتے۔ لیکن جبکہ یہ سوال عام طور پر چھیڑ دیا گیا ہے تو میں نے ضروری سمجھا کہ احمدیت کے پہلو سے اس سوال پر روشنی ڈالوں۔ اور خواجہ صاحب کی ذاتی رائے کو احمدی جماعت کی رائے کی غلط فہمی سے بچاؤں۔ کیونکہ احمدی جماعت کی رائے وہی ہو سکتی ہے۔ جو **اس کے امام کی رائے ہے اُس کے آگے سب رائیں** ہیچ ہیں۔

مجھے آخر میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ خواجہ صاحب نے مخالفین کے لئے کافر مرزا لکھا ہے یہ بے معنی لفظ ہے **مومن بالمرزا** اور کافر بالمرزا کوئی حقیقت نہیں مرزا صاحب پر جو ہم ایمان لائے ہیں تو ان کی نبوت۔ رسالت اور مسیحیت و مہدویت پر ایمان ہے اور ایسا ہی کفر بالمرزا کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی نبوت۔ مسیحیت مہدویت اور ماموریت کا کفر کیا جاوے۔ ورنہ ان کی شخصیت کو کیا تعلق ہے۔ پس اس غلط فہمی میں کوئی نہ رہے۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی نے جب اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو تم اس پر لکھنے والے کون

حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے کے خلاف کرنا میں تو کفر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ خلافت کو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی مانتا چلا آیا ہوں اور الحکم میں متعدد مرتبہ یہ لکھا گیا ہے۔ میں اس کو کسی انسان یا جماعت کی تجویز اور انتخاب نہیں مانتا۔ ہاں یہ جدا امر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قلوب کو اس امر پر متفق بھی کر دے۔ جیسا کہ خلافت راشدہ میں واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نے جو کچھ اس پر لکھا۔ ہمارا **ایمان ہے**۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ آپ نے اسی حیثیت اور مفہوم کے لحاظ سے لکھا ہے۔ جو آپ کی مندرجہ بالا تقریروں میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور میں اس محکم کے مقابلہ میں متشابہات میں پڑنا یا کسی کو پڑنے دینا گناہ سمجھتا ہوں۔ اور اسی سے بچانے کے لئے یہ آرٹیکل لکھا گیا ہے۔

انما الاعمال بالنیات

سید اکبر علی شاہ انسپکٹر پولیس کی وفات

گورنمنٹ کی توجہ طلب

۲۹۔ اگست ۱۹۱۱ء کو سید اکبر علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس بٹالہ ایک گھوڑے سے گر کر فوت ہو گئے۔ شاہ صاحب اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل نہ تھے۔ مگر وہ اپنی خوش اخلاقی۔ دیانتداری اور راستبازی انصاف پسندی کی وجہ سے تمام لوگوں میں نہایت عزت و احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ پولیس کے محکمہ میں شاہ صاحب ایسے افسروں کا وجود نایاب سمجھا گیا ہے۔ اس ناگہانی اور جوانا مرگی پر ہر شخص افسوس کرتا ہے۔ شاہ صاحب ایک بڑا کنبہ اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے ہیں اور کوئی ایسی جائیداد نہیں چھوڑ گئے جو ان کے بچوں اور کنبہ کی اعانت کر سکے اس لئے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں یہ درخواست بے موقع نہیں کہ ایسے دیانتدار اور نیک آفیسر کی ناگہانی وفات پر ان کے بچوں اور بیوہ کے لئے ضرور کوئی معقول پنشن مقرر ہونی چاہئے۔ اور کوئی یکمشت عطیہ بھی اس موقعہ پر دینا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے ضلع کے صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جو اس وقت ان کے ساتھ سوار تھے اور جن کے سامنے یہ حادثہ وقوع میں آیا۔ ضرور زبردست ریورٹ اس بارے میں کریں گے۔

میں آخر میں شاہ صاحب کے ورثاء سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرماوے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

شاہ صاحب کی وفات کے متعلق منشی حسین بخش صاحب نے ایک مراسلہ بھیجا ہے جو اگلی اشاعت میں درج ہو سکے گا۔ منشی حسین بخش صاحب مسلمانان بٹالہ میں ایک روح کام کرنے کی پھونکنا چاہتے ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ہر قومی ضرورت پر قدم بڑھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کوششیں انشاء اللہ تعالیٰ چاہے تو مسلمانوں کے لئے مفید اور بابرکت ہو سکتی ہیں۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ کپتان صاحب پولیس نے پوری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ ان سے ایسی ہی توقع تھی اور آئندہ ہے۔

ابراہیم سیالکوٹی اور آئینہ نوری

نمبر اول

ابراہیم سیالکوٹی جو کئی مرتبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر علمی اعتراض کر کے ذلیل ہو چکا ہے۔ اب کہ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی کی قرآن دانی پر اعتراض کرنے کے لئے اخبار اہلحدیث میں ظاہر ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی نے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع اور توفیق دی۔ دنیا میں قرآن مجید پہنچانے کی کوشش کی اور اس وقت تک اُن کی روحانی غذا قرآن مجید کی تبلیغ اور تعلیم ہے۔ اس علالت کے لمبے زمانہ میں کرب اور قلق کی ساعات میں جو چیز آپ کے لئے تسکین بخش تھی وہ قرآن مجید ہے۔

آپ کے بیان اور فہم پر سیالکوٹی کا اعتراض کرنا ہمارے لئے کچھ بھی افسوس اور تعجب کا مقام نہیں۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ **قرآن مجید** پر باوجود ہدایت۔ شفا اور نور اور **قول فصل** وماہو بالہزل ہونے کے اب تک اندھی دنیا اس پر اعتراض کر رہی ہے۔ اور عیسائی۔ آریہ اور دہریہ وغیرہ لوگ کبھی اس کی فصاحت و بلاغت پر کبھی اس کی تعلیم و ہدایت پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ تو سیالکوٹی اگر ایک **معلم قرآن** کی تعلیم اور تدریس اور تفہیم پر اعتراض کرے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہو سکتی۔

سیالکوٹی نے **آئینہ نوری** لکھا ہے اس میں دراصل اس نے اپنی شکل و شباہت کو معائنہ کیا ہے۔ کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے ماموروں اور خلفاء میں کوئی عیب دیکھتا ہے۔ وہ اس کی اپنی ہی حالت کا نقشہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ نے کبھی اس غرض سے دنیا کو قرآن نہیں سنایا کہ لوگ تعریف کریں۔ کہ کیا اچھے حقائق بیان کئے ہیں۔ ان کی غرض

خدا کا کلام سنانا اور پہنچانا ہے

وہ جو حق سمجھتے ہیں اور جس کو حق سمجھ کر یقین کرتے ہیں اسے کہہ دیتے ہیں۔ اس کی انہیں پرواہ نہیں کہ لوگ اس پر کیا کہیں گے۔ کیونکہ

ان کا معبود خدا ہے نہ مخلوق

غرض سیالکوٹی کے اعتراضات کو ہم اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتے جو آریہ اور یہودی اور مسیحی دہریہ قرآن مجید پر کر رہے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کی مجید اور کامل کتاب ظالموں کے اعتراض سے نہیں بچی تو اس کے ترجمہ پر اعتراض کرنا اور بھی آسان ہے۔ مگر میں محض اس خیال سے کہ قرآن مجید کی شوکت اور عظمت کا اظہار ہو ضروری سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹی کی لغویات کی حقیقت کو کھولا جاوے۔ آمین!

مالک یوم الدین / **سیالکوٹی کے اعتراضات**

سیالکوٹی نے سب سے اول مالک یوم الدین کے معنوں پر جو حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ مدظلہ العالی نے کئے ہیں۔ اعتراض کیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اول حضرت خلیفۃ المسیح کا ترجمہ اور اس پر جو اعتراض سیالکوٹی کرتا ہے۔ اُسے لکھ دیا جاوے اور بعد میں جواب ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ یوم کے معنے وقت۔ دین کے معنے جزا اور سزا دنیا میں بھی جزا سزا ہوتی ہے۔ پھر حشر میں۔ پھر صراط پر۔ پھر جنت اور نار میں۔ اور ان سب مقاموں اور وقتوں کا اللہ ہی مالک ہے۔

سیالکوٹی۔ ظاہر ہے کہ حکیم صاحب نے اس آیت میں یوم الد

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا باشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور اب تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی سریع الاثر مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو اب تک روح حیات کے مجرب فوائد اور سریع نتائج سے محروم رکھا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سارٹیفکٹوں کے باوجود اور امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کر رہی ہو کی مانگ اور ۸۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ اس وقت روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے راہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا خاص اثر ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد اور جوان مرد کو ممتاز اور لوٹے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارا کرتا ہے قیمت فی شیشی روح حیات ۱۲ھ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری وغیرہ دور ہو کر طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ۔ شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ۔

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں جب ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول منگاؤ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں دھوکہ ہے۔

قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں۔ جو اسرار سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو ... قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۱۲ ماشہ ۱ھ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنہ۔

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا قیمت فی بکس ۲ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہوگا۔ پیٹ کی گرانی و مروڑ نہیں ہوگا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے آئے ہیں۔ یہ گولیاں کل ہی بنی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں۔ ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہئے۔ قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے چھ ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

سیاحی درد کبھی زیادہ ہو جاتا ہے یہ دوا لمحہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے اور ریاحی جیسے پیٹ میں چمک ٹیک۔ رگوں میں لرزش کنپٹی سے جو کہ پھٹنے لگتے ہوں۔ تو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے خواہ سر نصف ہو یا تمام سر کسی جگہ درد ہو۔ فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ قیمت ۳ شیشی ایک روپیہ چھ آنہ محصول ڈاک ایک سے ... چھ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۹۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

داعی

کتاب ایک پردہ نشین خاتون نے ... لکھی ہے ... قابلیت ... استعمال ... انگریزی ... فارسی ... [illegible] ... نہایت ... طالب ... مفت ... [illegible]

جشن تاجپوشی کی یادگار

درخواست کے وقت الحکم کا حوالہ فرمائیے

ملک معظم کی جشن تاجپوشی و تشریف آوری ہندوستان کے اظہار تہنیت میں پروپرائٹر صاحب افضل المطابع مراد آباد نے اپنے یہاں کی کل کتابوں کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۱ء تک نصف قیمت پر دینا منظور کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ مزید رعایت کی ہے کہ جس فرمائش کی رعائتی مقدار قیمت عہ ہوگی اس پر ۱ر اور جس کی مقدار رعائتی عہ یا اس سے زائد ہوگی اس پر ۲ فی روپیہ بطور کمیشن اور ریش کیا جائیگا فرمائش لکھتے وقت اپنے دوستوں احباب کو فرمائش میں شریک کر لیجئے تاکہ مقدار فرمائش بڑھنے سے کمیشن کا بھی استحقاق آپ کو حاصل ہو جائے

نوٹ:۔ تمام کتب کا محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

سیاحت حبیب:۔ یہ نہ صرف ہر مجسٹی امیر حبیب اللہ خان صاحب کا مکمل و مفصل سفرنامہ ہند ہے بلکہ افغانستان کے متعلق ہر قسم کے حالات تاریخی نہائت وضاحت سے لکھے گئے ہیں حجم ۲۳۲ صفحہ قیمت عہ

جامع التواریخ:۔ اس میں قوم پٹھان کی مکمل تحقیقات۔ افغانوں کا مسلسل نسب نامہ ابتدا سے آجتک کمال تحقیقات سے لکھا گیا ہے اس کے ضمن میں فرمانروایان ایران۔ افغانستان۔ بادشاہان ہندوستان حکمران سلطنت مغلیہ۔ اسلامی شاہان دکن و عمارات دکن و حالات ریاستہائے رامپور۔ ٹونک۔ جاورہ۔ کوروائی۔ محمد گڑھ۔ بھوپال وغیرہ مشرح درج ہیں حجم ہر دو حصہ ۳۴۶ صفحہ قیمت عہ

جنگ روم و یونان ۱۸۹۷ء ترکوں اور یونانیوں کے جنگی کارناموں کے متعلق اس سے بہتر کوئی کتاب ملک میں شائع نہیں ہوئی۔ حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ

جنگ روس و جاپان:۔ اس سے بہتر اور مفصل کتاب ابتک اس جنگ کے متعلق شائع نہیں ہوئی۔ ۲ حصہ۔ حجم ۲۰۸ صفحہ قیمت ۲ر

تاریخ المجوس:۔ ابتدائے آفرینش عالم سے آغاز اسلام تک کے تمام مذاہب کی مفصل حالت اور ان کے نتائج قابل دید۔ قیمت عہ

تاریخ سندھ:۔ ملک سندھ کی ابتداء سے ابتک کی قابل دید تاریخ۔ قیمت عہ

تاریخ سرزمین کشمیر:۔ اس میں ابتداء آبادی کشمیر سے زمانہ حال تک کے فرمانرواؤں کے سلسلہ و حالات مفصل درج ہیں۔ قیمت عہ

سوانحعمری مہاراجہ نرندر پرشاد سابق پیشکار دولت آصفیہ۔ مہاراجہ مدارالمہام حال کے خاندان کے تفصیلی حالات اور سلطنت دکن کے ناموروں کی سوانحات قابل دید۔ قیمت ۱۲ر

خمخانہ جاوید:۔ قدیم مشائخ کے ملفوظات اور موجودہ علماء یورپ و امریکہ کے اقوال سے تصوف کا ثبوت قیمت ۱۴ر

تیغ صابریہ برعقائد آریہ:۔ جس میں وید کے کلام الٰہی نہ ہونے پر خود وید ہی سے استدلال کیا گیا ہے۔ حجم ۱۱۶ صفحہ۔ قیمت ۱۴ر

اسلامی صداقت و ویدی بطالت:۔ وید کی نامکمل اور ناقص تعلیم کا مقابلہ قرآن کریم کی پاک تعلیم سے قیمت ۶ر

آسک اسمیکشک:۔ دھرمپال کی کتاب ترک اسلام کے جواب میں منشی نندکشور کی لاجواب تحریر تائید اسلام۔ قیمت ۳ر

اسلام کی صداقت کا فوٹو:۔ جس میں لالہ دینا ناتھ کے مختلف بیانات سے آریہ سماج کو پولٹیکل باڈی ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۱۴ر

روزہ کی فلاسفی قابل دید و لائق شنید۔ قیمت ۱۴ر۔ اذان کی فلاسفی از تفسیر سورۃ النوم۔ سورہ اخلاص کی قابل دید تفسیر ۳ر بشارات احمدیہ ۱ر ذکر حسین۔ مولانا کے صحیح واقعات قابل دید قیمت ۳ر

المشتہر منیجر افضل المطابع پریس مراد آباد محلہ مفتی ٹولہ

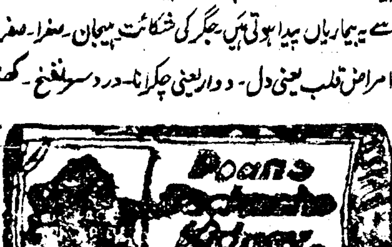
ضیاء الاسلام مراد آباد

یعنی صوبہ متحدہ کا واحد ماہوار رسالہ جس میں اسلامی علمی۔ تمدنی۔ اخلاقی۔ تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں۔ قیمت ۱ر۔ نمونہ مفت

المشتہر منیجر ضیاء الاسلام مراد آباد

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکائت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی پھول کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی



گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اخراجات کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۴ر و ۸ر و ۱۲ار۔ ۱۲ار والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں جو ۱۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔ ۱۲ار والی شیشی

ڈون پی او بکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔ اس کے



دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹس ایملشن ٹریڈ مارک کی تصویر دیکھ لیں

ابراہیم سیالکوٹی اور آئینہ نوری

نمبر (۲)

گذشتہ نمبر میں میں نے مختصراً بتایا ہے کہ یوم الدین کے جو معنے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کئے ہیں۔ وہ مشاہدہ صحیحہ اور تعزیرات و حدود شرعی کے ذریعہ سے ہر روز دیکھتے ہیں۔ آج میں ابراہیم سیالکوٹی کی ان پیش کردہ آیات پر نظر کرتا ہوں۔ جو اُس نے یوم الدین کے معنے مخصوص بہ قیامت کرنے کے لئے تائیدی رنگ میں پیش کی ہیں۔ سیالکوٹی کے اس اشتہار سے سوم صاف معلوم ہو جائیگا۔ اس کی **قرآن فہمی** کا کیا حال ہے خاص قرآن (حکیم) ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود یوم الدین

قولہ کسی خاص دن کو کہتا ہے یا عام رکھتا ہے۔ منکرین قیامت کے استبعادی سوال کا ذکر اور اس کا جواب یسئلون ایان یوم الدین یوم ھم علی النار یفتنون ذوقوا فتنتکم ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون (منکرین) پوچھتے ہیں۔ کہ یوم الدین کب ہوگا۔ ان سے کہو جس دن تم آگ پر سینکے جاؤ گے اور کہا جائیگا اپنی اس سینک کے مزے چکھو۔ یہ تو وہی ہے جس کے لئے تم جلدی مچاتے تھے۔

اقول ابراہیم سیالکوٹی نے آیت کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں جو خوبی اور لطافت ہے وہ ناظرین کے غور کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ سورہ ذاریات کی آیت مندرجہ ایک عظیم الشان **پیشگوئی** ہے۔ جو وجود قیامت پر دلیل تو ہو سکتی ہے اسی طرح پر جو میں نے پچھلے نمبر میں بتایا کہ دُنیا میں جزا و سزا کا سلسلہ قیامت کے وجود پر دلیل ہے اور اسی لئے حکیم الامت کے ترجمہ میں یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے اندر وجود **قیامت** پر دلیل رکھتا ہے۔ سورہ ذاریات مکی **سورت** ہے اور مکی سورتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اثبات **نبوت** اور **حقیت** قرآن کریم اور وجود ملائکہ اور جزا و سزا کے دلائل اپنے اندر رکھتی ہیں یہ آیت جو سیالکوٹی نے پیش کی ہے اس سورۃ کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیت ہے۔

اس سورۃ کے شروع میں قسموں کے رنگ میں مسئلہ جزا و سزا اور فلسفہ نبوت۔ وجود ملائکہ۔ نظام روحانی میں ملائکہ کا اثر وغیرہ امور پر دلائل پیش کئے ہیں اور پھر آیت نمبر ۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل پیش کی انما توعدون لصادق یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور ضرور پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر اس سے آگے آیت نمبر ۶ میں وہ وعدہ بتا دیا ہے۔ وان الدین لواقع یعنی جزائے اعمال ضرور ضرور ہو کر رہے گی۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں اور تم اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اب یہ دو جدا جدا فعل ہیں۔ تم اس مخالفت کی سزا اسی دُنیا میں پاؤ گے اور میں اس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ان آیات میں ایک لطیف تناسب اور ترتیب ہے۔ پہلی چار آیتوں کو بطور شاہد بیان کر کے کہا گیا ہے۔ کہ انما توعدون لصادق یعنے اے مکہ والو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدے تم سے کئے ہیں۔ وہ پورے ہو کر رہیں گے اس کا ثبوت وہ نظارہ قدرت ہے جو بلا شبہ ہے سلسلہ طبعی سے تم دیکھتے ہو۔ کہ کس طرح ہوائیں **بخارات مائی** کو اُٹھاتی ہیں اور پھر انہیں بکھیرتی ہیں جبکہ وہ ایک ایسے طبقہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہ جہاں سے مینہ کی شکل میں نازل ہونے لگتے ہیں۔ ابتداً یہ علم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ سمندروں اور دوسرے پانیوں کے بخارات ہی اوپر جا کر مینہ بن رہے ہیں۔ اسی طرح پر رضا الٰہی کا حال ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاک ارادوں کا اظہار پہلے ملائکہ پر ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں پر اور پھر وہ ارادے کل دُنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ یہی حال بدیوں کا ہے۔ پہلے چھوٹا سا گناہ ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان کے تمام اعضاء اور جوارح اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ میں توحید کو پھیلایا۔ اور عبادۃ الاوثان کی مذمت کی۔ ہر ایک شخص نے اپنی فطرت کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اس کی ہوا کا حصہ لیا۔ سعیدوں نے سعادت کا۔ شقیوں نے شقاوت کا۔ پہلے فاتح ہوئے۔ دوسرے ذلیل۔ اسی طبعی نظارہ کو بہ رنگ قسم پیش کر کے کہا ان الدین لواقع۔ جزا و سزا کا قانون برحق اور ضروری ہے۔ پھر بتایا کہ جس طرح پر ہوائیں ستاروں کے اثر سے متاثر ہوتی ہیں۔ تمام روحانی امور کے نفاذ میں ملائکہ واسطہ ہیں اور اس پیشگوئی کے لانے اور پورا ہونے میں بھی ملائکہ کا اثر اور دخل ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے شبہ کا ازالہ ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئیاں نعوذ باللہ اٹکل بازی سے کرتے ہیں اور فرمایا قتل الخراصون۔ یعنی اٹکل باز چونکہ حق اور حقیقت سے دور ہوتے ہیں اور افتراء بامراد نہیں ہو سکتا مگر محمد رسول اللہ تو جو کچھ کہتا ہے۔ یہ ہو کر رہیگا۔ اس پر وہ کفار مکہ سوال کرتے ہیں۔

یسئلون ایان یوم الدین

وہ فیصلہ کا وقت جبکہ جزا و سزا ہو گی یعنے تیرے متبعین اور تو کامیاب بامراد ہو جائیں گے اور تیرے منکرین پر عذاب آجائیگا وہ کب ہوگا؟ اس سے ان کی مراد قیامت نہیں۔ بلکہ وہ دُنیا میں اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید دوسرے موقعہ پر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ویستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وانتم بمعجزین یعنے یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کی تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہو گی اور وہ حق ہے اور تم اپنے بل بوتے سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکو گے۔ غرض یہ تو منکرین و مشرکین مکہ کو نبوت محمدیہ کی تصدیق کے لئے ایک نشان دیا جاتا ہے اور بتایا کہ وہ دن ایسا ہو گا۔ کہ اے مکہ والو! تم نار الحرب کے ذریعہ از مائے جاؤ گے۔ کیا مطلب کہ تمہاری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جنگ ہو گی اور اس جنگ کے ذریعہ میں عذاب دیا جائیگا۔ یہی وہ پیشگوئی ہے۔ جس کے لئے تم اسقدر جلد باز ہو۔ اور یہ متقی جماعت کامیاب اور بامراد ہو گی۔ اور تمام مجمع کی یہ فاتح ہو گی۔ جہاں ان کو **جنات** اور **عیون** ملیں گے اور پھر کر بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ فرمایا فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون یعنے آسمان اور زمین کے رب کی قسم ہے کہ یہ بالکل حق ہے ایسا ہی ہو گا۔ یہ ایسا بدیہی امر ہے۔ جیسا کہ تم کلام کرتے ہو۔ اور یہ دُنیا میں واقع ہوا۔ اور دلیل **نبوت** ٹھیرا۔

اب سیالکوٹی صاحب بتائیں کہ یہ جزا سزا تو دُنیا میں واقع ہوا اور اسی آیت سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوت** اور قیامت کا ثبوت ہوتا ہے نہ یہ کہ یہ آیت مخصوص بہ قیامت ہے دُنیا میں اس کا **وقوع** نہیں ہوا۔

اس قرآن دانی پر یہ دعوٰی ہے کہ حکیم الامتہ کا ترجمہ غلط ہے! العجب ثم العجب!! ناظرین خدا کے لئے غور کرو کہ اس طریق پر اس آیت کی تفسیر کرنے سے قرآن مجید کی **عظمت و شان** معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اس کو ایک دعوٰی کی دلیل ثابت کر دیا جاوے یا **محض** ایک دعوٰی قرار دیا جاوے۔ جو سیالکوٹی کہتا ہے!!!

پھر **دوسری آیت** سیالکوٹی نے سورہ انفطار کی آخری آیت پیش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس آیت سے بھی **قیامۃ** مخصوص ہے حالانکہ یہ بھی مکی سورۃ ہے اور اس میں بھی دلائل نبوت ہیں اس سورۃ کے آخر میں مسئلہ **جزا و سزا** کا ذکر ہے۔ جزا و سزا الگ چیز ہے اور **قیامۃ** ایک اور شے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ جدا جدا امر ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ **قیامت** میں بھی جزا و سزا ہو گا اور ہمارا ایمان ہے کہ ہو گا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر جزا و سزا قیامت ہی میں ہو۔ جزا و سزا کے منکر دُنیا میں ہمیشہ رہتے ہیں اور کبھی وہ منکر بالفعل ہوتے ہیں اور کبھی بالقول۔ منکرین بالفعل تو کثرت سے ہیں۔ کیونکہ جب انسان جزا و سزا کے مسئلہ پر ایمان لے آوے اور نیکی اور بدی کے جدا جدا نتائج اور تاثیرات کو قبول کرلے۔ پھر ناممکن ہے۔ کہ بدی کرے۔ پس جب ایک شخص جان بوجھ کر بدی کرتا ہے۔ تو وہ درحقیقت عملی رنگ میں جزا اعمال کا منکر ہی ہے۔ پس یہاں تو منکرین جزا کو متنبہ کیا گیا ہے عام اس سے کہ وہ جزا و سزا کب ہو۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الابرار لفی نعیم۔ ان الفجار لفی جحیم

دو مختلف گروہوں کا ذکر کر دیا اور ان کے اعمال کی جزا بتا دی پس یہاں ثبوت جزائے اعمال کا ذکر ہے۔ مخصوص قیامت مراد نہیں۔

میں نے ابھی کہا ہے کہ قیامت اور چیز ہے اور وہ مخصوص ہے یوم الدین عام ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں چالیس اور پچاس کے مابین یوم القیامۃ کا ذکر ہوا ہے۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی ہوتے تو پھر یوم القیامۃ مخصوص ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اس پر اگر مبسوط بحث کی جاوے تو یہ مضمون بہت ہی لمبا ہو جاوے۔ کیونکہ پھر جہاں جہاں یوم القیامۃ آیا ہے اُس ہر آیت کی تفسیر لکھنی ہوگی قرآن مجید میں یوم الدین عام ہی آیا ہے۔ یہ جدا امر ہے کہ کسی جگہ یوم الدین کے واقعات اور آثار ایسے ہوں کہ وہ یوم القیامۃ پر بھی حاوی ہوں۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی تھے۔ تو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو ان دو جُدا لفظوں کے استعمال کی کیا حاجت تھی۔ کیا یہ ایک لغو فعل ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ ناحق شناس احمق اس لطیف استدلال کو شاید سمجھ بھی نہ سکے۔ جو قرآن مجید کی شان امجد کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح پر الساعۃ کا ایک لفظ ہے وہ قیامۃ کے